ریسرچ فیلوشپ پروگرام

مطالعاتی رہنما

اُصولِ تحقیق

کوڈ نمبر 711

علامہ اِقبال اوپن یونیورسٹی

اِسلام آباد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

معزز قارئین توجہ فرمائیں!

کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب ....

- عام قاری کے مطالعے کے لیے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد اَپ لوڈ (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کی خاطر ڈاؤن لوڈ، پرنٹ، فوٹوکاپی اور الیکٹرانک ذرائع سے محض مندرجات نشرواشاعت کی مکمل اجازت ہے۔

☆ تنبیہ ☆

- کسی بھی کتاب کو تجارتی یامادی نفع کے حصول کی خاطر استعمال کرنے کی ممانعت ہے۔
- ان کتب کو تجارتی یادیگرمادی مقاصد کے لیے استعمال کرنا اخلاقی، قانونی وشرعی جرم ہے۔

﴿اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں﴾

- نشرواشاعت، کتب کی خرید وفروخت اور کتب کے استعمال سے متعلقہ کسی بھی قسم کی معلومات کے لیے رابطہ فرمائیں۔

kitabosunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

ضمیمہ برائے مطالعاتی رہنما
ایم فل اقبالیات

مطالعاتی رہنما برائے اصول تحقیق میں دیے گئے خود آزمائی کے سوالات میں ترمیم و اضافہ کیا گیا ہے، انہیں غور سے پڑھیے اور حل کیجیے :-

۱- صفحہ نمبر ۳۳ پر خود آزمائی میں دیے گئے تیسرے سوال کی بجائے درج ذیل سوال حل کیجیے:

" اسلامی تصوف اور اقبال " از ڈاکٹر ابو سعید نور الدین کا جائزہ لیجیے اور بتائیے کہ اس تحقیقی مقالے میں تحقیق کے تقاضے اور اس کے بنیادی لوازم کا خیال کس حد تک رکھا گیا ہے -

۲- صفحہ نمبر ۳۵ پر سوال نمبر ۳ کی بجائے درج ذیل سوال حل کیجیے :

ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی کے تحقیقی مقالے " تصانیف اقبال ، تحقیقی و توضیحی مطالعہ " میں اصل اور الحاقی مواد کے درمیان حد فاصل قائم کرنے میں داخلی شواہد کس حد تک معاون ثابت ہوئے -

۳- صفحہ نمبر ۳۵ پر دیے گئے سوال نمبر ۴ کی بجائے درج ذیل سوال کا جواب دیجیے :

ڈاکٹر ابوسعید نور الدین نے اپنے تحقیقی مقالے " اسلامی تصوف اور اقبال" میں داخلی و خارجی شواہد کی مدد سے تحقیق کا کون سا نیا پہلو پیش کیا ہے؟ وضاحت کیجیے -

۴۔ صفحہ نمبر ۳۶ پر سوال نمبر ۲ کی بجائے درج ذیل سوال حل کیجیے :۔

اقبال کے مطالعے کی روشنی میں کسی ایسے محقق کی نشان دہی کیجیے جس میں بیشتر وہ صفات موجود ہوں جو ایک محقق کے لیے ضروری سمجھی گئی ہیں ۔

۵۔ صفحہ نمبر ۴۴ پر سوال نمبر ۱ کی بجائے درج ذیل سوال پر اپنے تاثرات لکھیے :۔

تحقیق میں کن امور کو مدنظر رکھنا چاہیے؟ اقبالیات کے مطالعے کی روشنی میں آپ کسی ایسے تحقیقی مقالے کی نشان دہی کریں جس میں ان اصولوں کو برتا گیا ہوں ۔

۶۔ مصفحہ نمبر ۳۶ پر سوال نمبر ۲ کی بجائے درج ذیل سوال حل کیجیے :۔

قاضی احمد میاں اختر جونا گڑھی کی کتاب " اقبالیات کا تنقیدی جائزہ " میں تحقیق اور تنقید قدم بہ قدم چلتے نظر آتے ہیں ۔ اس قول کے بارے میں اپنے تاثرات بیان کیجیے ۔

۷۔ صفحہ نمبر ۶۲ پر پہلے سوال کی بجائے درج ذیل سوال کی وضاحت کیجیے :۔

بنیادی اور ثانوی مآخذ کے استعمال کے فرق کو مثالوں سے واضح کیجیے ۔ مثالوں کے لیے ڈاکٹر سید معین الرحمٰن کی " جامعات میں اقبال کا تحقیقی اور تنقیدی مطالعہ ایک جائزہ " کے صفحات ۳۰۵ سے ۲۱۲ کا مطالعہ کیجیے۔

۸۔ صفحہ نمبر ۸۸ پر سوال نمبر ۲ کی بجائے درج ذیل سوال حل کیجیے :۔

" ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی نے اپنے تحقیقی مقالے " تصانیف اقبال کا تحقیقی و توضیحی مطالعہ " میں تصحیح متن کے کن طریقوں کو استعمال کیا ہے ؟

۹۔ صفحہ نمبر ۹۲ پر دیے گئے سوالات میں درج ذیل سوال کا اضافہ کیجیے :۔

سوال نمبر ۴۔ " حوالہ جات یا تحقیقی و تنقیدی حواشی کے بغیر متن کی تصحیح و ترتیب کا کام درجہ استناد سے محروم رہتا ہے " اس بیان کی روشنی میں " اقبال اور عبدالحق " مرتبہ ڈاکٹر ممتاز حسن کی صفحات ۴۱ سے ۷۰ کا جائزہ لیجیے اور اپنے تاثرات قلم بند کیجیے ۔

۱۰۔ صفحہ نمبر ۱۲۱ پر دیے گئے آخری سوال کی بجائے درج ذیل سوال حل کیجیے :

ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی کے تحقیقی مقالے "تصانیف اقبال کا تحقیقی و توضیحی مطالعہ" کے صفحات ۵۳ - ۵۸ کا جائزہ لے کر بتائیے کہ اشاریہ سازی میں اغلاط تحقیق کی افادیت اور معنویت کو کس طرح نقصان پہنچاتی ہے ؟

۱۱۔ صفحہ نمبر ۱۳۶ کے آخر میں دیے گئے سوالات کی بجائے درج ذیل سوال حل کیجیے :

۱۔ علامہ اقبال پر لکھی گئی دس مطبوعہ تحقیقی کتب کی فہرست تیار کیجیے ۔

۲۔ علامہ اقبال پر لکھے گئے دس تحقیقی مقالوں کی جو مختلف رسائل میں ہوں فہرست تیار کیجیے ۔

مطالعاتی رہنما

برائے

ایم فل پروگرام

اصول تحقیق

کورس کوڈ — ۷۱۱

ماہر نظرثانی: جناب ڈاکٹر وحید قریشی
تحریر : ڈاکٹر ایم سلطانہ بخش

ناشر: علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی اسلام آباد

پرنٹرز:- ایس ٹی پرنٹرز گوالمنڈی راولپنڈی

فہرست

کورس کا تعارف اور مقاصد

عزیز طلبا و طالبات :

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی فاصلاتی تعلیم تدریس کے ذریعے سے تعلیم و تحقیق کے سلسلے میں نہایت موثر کردار ادا کر رہی ہے ۔ ایک طرف وہ ہر سطح پر تدریسی عمل جاری کر کے علمی سرمایے کے فروغ کے لیے کوشاں ہے تو دوسری طرف اعلی سطح پر تحقیق کے وسیلے سے علمی سرمایے میں توسیع کا فریضہ بھی انجام دے رہی ہے۔ ۱۹۸۷ء خزاں سمسٹر سے اعلی تعلیم و تحقیق کے میدان میں ایم فل کی سطح کے مختلف تحقیقی پروگراموں کا اجرا کیا ہے ۔

" اصول تحقیق " کے کورس میں آپ کی شرکت پر ہم انتہائی نیک تمناوں کے ساتھ آپ کا خیر مقدم کرتے ہیں ۔ اس کورس میں آپ اسلام کی سماجی تاریخ کے حوالے سے اصول تحقیق ، اقسام تحقیق اور مقالے کی تیاری سے متعلق ضروری امور کا مطالعہ کریں گے ۔

تحقیق قدیم ہو یا جدید ، مخصوص انداز فکر کے زیر اثر پروان چڑھتی ہے جو ہمیں شے کی حقیقت معلوم کرنے کی طرف راغب کرتی ہے اور واقعات یا بیانات کی اصلیت کا کھوج لگانے پر آمادہ کرتی ہے ۔ یہی علم کا منبع اور اس کی توسیع کا وسیلہ ہے ۔

مسلمانوں کی سماجی تاریخ کے آغاز ہی سے ہمیں اس انداز فکر کی جھلک ملتی ہے ۔ واقعات کی صحت معلوم کرنے کا بنیادی اصول خود قرآن کریم نے یہ کہہ کر قائم کر دیا تھا کہ جب کوئی جھوٹا یا فاسق خبر

لائیے تو اچھی طرح چھان پھٹک کر لیا کرو، مسنون دعاؤں میں بھی اسی پہلو پر زیادہ زور دیا گیا کہ "اے اللہ تو ہمیں اشیاء کی حقیقتیں دکھا جیسی کہ وہ ہیں"۔ "اے اللہ تو ہمیں حق کو حق دکھا اور اس کی پیروی کی توفیق دے"۔

تدوین اور حفظ متن، دستاویزی تحقیق کا ایک اہم شعبہ ہے جس کی پہلی موثر ترین مثال تدوین قرآن کی صورت میں سامنے آتی ہے جو نہایت حزم و احتیاط سے انجام دیا گیا۔

اسلامی معاشرے میں تحقیق کی دوسری اہم روایت تدوین حدیث کی صورت میں روبہ عمل آئی۔ محدثین نے روایت اور درایت کے جو اصول منضبط کیے ہیں ان پر جتنا بھی فخر کیا جائے کم ہے۔ بلاشبہ محدثین کے یہ اصول تحقیق نہایت قوی ہیں۔ اسی قدیم انداز تحقیق کو ہند و پاکستان کے دیگر علوم و ادب کے مایہ ناز محققین نے اپنایا اور اسی پہچان کی بدولت اختصاص پایا۔

اس کورس میں آپ اسلامی طرز تحقیق کے ساتھ جدید مغربی تحقیق کا مطالعہ بھی کریں گے۔ اگرچہ تحقیق جدید علم نہیں، اس کا تعلق قدیم انسانی زندگی سے بہت گہرا رہا ہے۔ تہذیب و تمدن کے ارتقائی سفر میں اس کی حیثیت رہنما کی رہی۔ تحقیق کے ذریعے ہی روح، ذہن اور مادے کی مختلف شکلوں تک ہماری رسائی ممکن ہوئی۔ ہم محض جذبوں کے ساتھ زندہ نہیں رہتے بلکہ ہر قدم پر دانشوری ہماری رہنمائی کرتی ہے اور یہ دانشوری اور تحقیق لازم و ملزوم ہیں۔ تحقیق دراصل طلبِ حق اور سچائی کی تلاش و جستجو کے اعمال کو تمام قوتِ ارادی کے ساتھ جاری رکھنے، حقائق کا جائزہ لینے اور ان کے اثرات معلوم کرنے کا نام ہے۔ انسان

کا ذہن فطری اعتبار سے خود بخود سچائی کی حقیقت کی دریافت نہیں کرتا بلکہ حق کی طلب اور سچائی کی تلاش کا مسئلہ اس کو مجبور کرتا ہے کہ وہ موضوع کے ساتھ دیانت دار ہو اور خلوص سے اس پر غور و فکر بھی کرے تاکہ سچ کی بازیافت میں سرخرو ہو اور تحقیق کے پھیلاؤ کے باوجود گہرائی کو برقرار رکھ سکے ۔

ماہرین نے تحقیقی طریقۂ کار کی بہت سی قسموں کا ذکر کیا ہے جس میں خالص تحقیق ، اطلاقی تحقیق، لسانیاتی تحقیق ، دستاویزی تحقیق اور سائنسی تحقیق قابل ذکر ہیں ۔ ان اقسام کے علاوہ ایک اور اہم قسم تدوین متن کی ہے جس کا اعلیٰ ترین نمونہ احادیث کی تدوین میں نظر آتا ہے ۔ اس سلسلے میں آپ متن اور روایت متن ، تالیف متن ، تنقید متن ، تحقیق اور تصحیح متن، الحاقی کلام ، تحشیۂ و تعلیقات متن کے بارے میں بھی مطالعہ کریں گے اور اس موضوع کے اہم گوشوں اور مباحث کا احاطہ کرنے کی کوشش کریں گے ۔ آپ کی رہنمائی کے لیے متن کی ترتیب و تحقیق سے متعلق مسائل و حقائق کو ہر عنوان کے تحت دستیاب ہونے والے مواد کی مناسبت سے یونٹوں کو اس طرح تقسیم کیا گیا ہے کہ کوئی پہلو چھوٹنے نہ پائے اور نہ کوئی بحث ہی تشنہ رہے ، جن کی مدد سے آپ کی نظر ایسے تاریک گوشوں اور دھندلکوں تک پہنچ جائے اور منطقی استدلال کے سہارے آپ زیر تحقیق موضوع کے ایسے پہلوؤں پر روشنی ڈال سکیں جو عموماً دوسروں کے حاشیۂ خیال میں نہ ہوں ۔

ان کے علاوہ موضوع کا انتخاب ، مقالے کی تیاری تسوید اور پیش کش سے متعلق ضروری معلومات بھی آپ کے مطالعے کے لیے ضروری قرار دی گئی ہیں تاکہ یہ اصول و قواعد تحقیقی کام کے مختلف مرحلوں میں آپ کی رہنمائی کر سکیں ۔

ہمارے ہاں تحقیق کے طالب علموں کو بہت سی دقتوں کا سامنا ہوتا ہے۔ اس کی بنا پر ان کی کاوشوں اور محنت کے باوجود وہ نتائج برآمد نہیں ہوتے جو ہونے چاہیں۔ اس حقیقت کے پیش نظر علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی نے ایم فل کے پروگرام میں اصول تحقیق کا مکمل کورس شامل کیا ہے تاکہ تحقیق کے شائق طالب علموں کو رہنمائی کی امکانی سہولتیں فراہم کی جائیں۔

امید ہے کہ آپ اس کورس کے مطالعے کو اپنی تحقیقی سفر میں مفید پائیں گے۔

ڈاکٹر ایم سلطانہ بخش

۲۔ کورس کی تفصیل

کورس " اصول تحقیق " ۱۸ یونٹوں پر مشتمل ہے جن کا مطالعہ مقررہ اٹھارہ ہفتوں میں مکمل کرنا ہو گا۔ آپ کو ہر یونٹ میں درج کتب کا مطالعہ کرنا ہو گا جن کے صفحات کی تفصیل ہر یونٹ کے عنوان کے ساتھ درج کی گئی ہے ۔ ہر یونٹ کا تعارف اور مقاصد درج ذیل ہوں گے ۔ از راہ کرم تعارف اور مقاصد کو ضرور پڑھیے اور انہیں ذہن میں رکھ کر درج کی ہوئی کتب سے یونٹ میں درج عنوانات کے تحت مجوزہ صفحات کا مطالعہ کیجیے۔ یونٹ میں مختلف عنوانات کے بعد خود آزمائی کے سوالوں کا مقصد یہ ہے کہ کتب کی مدد سے یونٹ کے اس حصے کے مطالعے کے بعد آپ اپنا امتحان لے کر یہ اندازہ کر سکیں کہ آپ نے جو پڑھا ہے اسے آپ کس حد تک سمجھے ہیں۔ مزید مطالعے کے لیے امدادی کتب کی فہرست بھی ساتھ ساتھ دی گئی ہے ۔

ہر یونٹ کے مطالعے کے بعد ایک ہفتہ دیا گیا ہے۔ پہلے چار یونٹ میں دی گئی مجوزہ کتب کے مخصوص صفحات کے مطالعے کے بعد پہلی امتحانی مشق حل کرنا ہو گی ۔

دوسری مشق ـــــــ یونٹ نمبر ۵ ، ۶ ، ۷ اور ۸ کے مطالعے کے بعد حل کرنا ہو گی۔ یونٹ نمبر ۹ ، ۱۰ ، ۱۱ اور ۱۲ کے لیے تیسری مشق اور چوتھی مشق ۱۳ ، ۱۴ ، ۱۵ ، ۱۶ یونٹوں کے مطالعے پر مشتمل ہو گی ۔ باقی دو یونٹ نمبر ۱۷ اور ۱۸ بچ جاتے ہیں ، ان پر کوئی امتحانی مشق نہیں دی گئی لیکن آخری تحریری و زبانی امتحان میں ان یونٹوں پر بھی سوال پوچھے جا سکتے ہیں ۔ کورس کے خاتمے پر امتحان لیا جاتا ہے ۔

۲.۲ـ مطالعہ کا طریقہ کار

— نصاب اور مجوزہ کتب کی فہرست ملاحظہ کیجیے اور ہر یونٹ کے عنوانات کے تحت دی گئی کتابوں میں منتخب صفحات کا مطالعہ کیجیے۔ مطالعے کو وسعت دینے کے لیے حوالے کی کتب اور امدادی کتب سے بھی استفادہ کیجیے۔

— آپ عنوان کے تحت مجوزہ کتب کے بنائے گئے صفحات کا اچھی طرح مطالعہ کریں گے اور خود آزمائی کے سوالات کے ذریعے اپنے مطالعے کا احتساب کریں گے۔

۲.۳ـ خود آزمائی

اس کورس کا مطالعاتی رہنما اس طرح تیار کیا گیا ہے کہ ہر یونٹ کو ذیلی عنوانات کے مطالعے کے لیے لازمی اور حوالے کی کتب تجویز کی گئی ہیں، مطالعے کے لیے صفحات کی نشان دہی بھی کی گئی ہے تاکہ آپ کسی کی مدد کے بغیر اسے از خود پڑھ کر سمجھ سکیں۔ البتہ کتابوں کا حصول آپ کی ہمت اور دلچسپی پر منحصر ہے۔ ہر یونٹ میں مختلف عنوانات کے تحت چند سوالات دیے گئے ہیں۔ ان سوالات کو ضرور پڑھیے تاکہ خود آزمائی کا پہلا مرحلہ طے ہو اور آپ کی حوصلہ افزائی کا باعث ہو۔

۲.۴ـ اتالیق سے مراسلاتی رابطہ

مطالعاتی رہنما کے ذریعے ہم نے پوری کوشش کی ہے کہ مطالعے میں آپ کو کوئی مشکل پیش نہ آئے۔ فاصلاتی نظام تعلیم کا ایک اہم جزو مطالعاتی مرکز ہے جہاں طلبہ اپنے ٹیوٹر سے مہینے میں دو بار مل کر اپنے تعلیمی مسائل پر گفتگو کرتے ہیں لیکن ایم فل کے طلبہ کا ٹیوٹر کے ساتھ رابطہ خط و کتابت کے ذریعے رہے گا۔

۴۔ ہر مشق میں کم از کم ۴۰ فیصد نمبر حاصل کرنا ہوں گے ۔

آخری امتحان

۱۔ امتحانی مشقیں
۲۔ آخری امتحان (سمسٹر کے آخر میں لیا جاتا ہے)
امتحانی مسقوں اور آخری امتحان میں نمبروں کا تناسب ۴۰ : ۶۰ فیصد ہے ۔
۳۔ کورس میں کامیابی حاصل کرنے کے لیے امتحانی مشقوں اور آخری امتحان دونوں میں الگ الگ پاس ہونا لازمی ہے ۔
۴۔ آخری امتحان میں شرکت کے لیے امتحانی مشقوں میں کامیابی حاصل کرنا ضروری ہے ۔
۵۔ امتحانی مشقوں اور آخری امتحان میں کامیابی حاصل کرنے کے لیے مندرجہ ذیل فی صد نمبر حاصل کرنا ہوں گے :۔

الف ۔ امتحانی مشقیں: ۴۰ فیصد نمبر حاصل کرنا ضروری ہے ۔ (مکمل کورس کے لیے چار مشقیں ہوں گی)

ب ۔ آخری امتحان میں کامیابی کے لیے ۳۳ فیصد نمبر حاصل کرنا ضروری ہے ۔

ج ۔ مجموعی طور پر ۴۰ فیصد نمبر حاصل کرنا لازمی ہے ۔

ایم‌فل کے طلبہ اپنے اپنے ٹیوٹر کے پاس نہ صرف امتحانی مشقوں کا حل بھیجیں گے بلکہ اپنے کورس سے متعلق دشواریوں کے بارے میں بھی ان سے تبادلۂ خیال کر سکتے ہیں اور اگر ضرورت محسوس کریں تو اپنے ٹیوٹر سے ملاقات بھی کر سکتے ہیں۔ ٹیوٹر کے پاس امتحانی مشقیں بھیجنے کا شیڈول ہر سمسٹر میں طلبہ کے پاس بھیجا جاتا ہے۔ آپ کے ٹیوٹر کی اطلاع آپ کو یونیورسٹی کی طرف سے خط کے ذریعے مل جائے گی۔

۲.۵۔ امتحانی مشقیں اور آخری امتحان

۱۔ اس مکمل کورس کے دوران میں آپ چار امتحانی مشقیں حل کر کے مطالعاتی مرکز کے استاد کو مقررہ وقت کے اندر بھیجیں گے۔ (مشقیں بھیجنے کی تاریخیں شیڈول میں دیکھیے) اور آپ کے ٹیوٹر اس پر نمبر لگا کر مفصل ہدایات کے ساتھ مشق آپ کو واپس کر دیں گے تاکہ آپ دی گئی ہدایات کی روشنی میں اگلی مشق حل کر سکیں۔

۲۔ آپ ۱۶ یونٹوں تک مشقیں حل کریں گے اور آخری دو یونٹ پر کوئی امتحانی مشق نہیں ہو گی لیکن آخری امتحان میں ان یونٹوں پر بھی سوال کیے جا سکتے ہیں۔

۳۔ کورس کے خاتمے پر تحریری امتحان لیا جائے گا۔ اس کا پروگرام اور رول نمبر مناسب وقت پر آپ کو بھیج دیے جائیں گے۔

گریڈ :

۴۰ فیصد سے ۵۴ فیصد — سی
۵۵ فیصد سے ۶۹ فیصد — بی
۷۰ فیصد اور اس سے زائد — اے

امید ہے کہ آپ علامہ اقبال فاصلاتی یونیورسٹی کے اس فاصلاتی نظام تعلیم اور اس کی فراہم کردہ سہولتوں سے خاطر خواہ فائدہ اٹھائیں گے ۔

ہر یونٹ سے متعلق رہنمائی کے لیے تفصیلات اگلے صفحوں پر ملاحظہ کیجیے ۔

یونٹوں کی فہرست

یونٹ نمبر ۱۵ — تحقیقی عمل کے مراحل (۵)
(کتابیات)

یونٹ نمبر ۱۶ — مقالے کی تیاری (۱)
(پڑھنے کی اہمیت اور نوٹس لینا)

یونٹ نمبر ۱۷ — مقالے کی تیاری (۲)
(مقالے کی ترتیب و تسوید)

یونٹ نمبر ۱۸ — مقالے کی تیاری (۳)
اجزائے مقالہ اور ان کی تشکیل

....

فہرست مجوزہ کتب برائے مطالعہ لازمی

۱۔ اردو میں اصول تحقیق ، جلد اول
مرتبہ ڈاکٹر ایم سلطانہ بخش ، مقتدرہ قومی زبان ، اسلام آباد

۲۔ اردو میں اصول تحقیق ، جلد دوم
مرتبہ ڈاکٹر ایم سلطانہ بخش ، مقتدرہ قومی زبان ، اسلام آباد

۳۔ حفاظتِ حدیث ، از خالد علوی، المکتبۃ العلمیۃ ۱۵ لیک روڈ ، لاہور

۴۔ فہم قرآن ، از مولانا سعید احمد اکبر آبادی ادارہ اسلامیات ، ۱۹۰ انار کلی، لاہور

۵۔ سیرت النبیؐ از شبلی نعمانی ، حصہ اول دینی کتب خانہ ، اردو بازار لاہور

۶۔ تحقیق اور اصول وضع اصطلاحات ، مرتبہ اعجاز راہی ، مقتدرہ قومی زبان ، اسلام آباد

۷۔ لائبریری سائنس اور اصول تحقیق ، سید جمیل احمد رضوی ، مقتدرہ قومی زبان ، اسلام آباد

۸۔ " تحقیق " پہلا شمارہ ، مجلہ شعبہ اردو ، سندھ یونیورسٹی ، جام شورو

امدادی کتب :

۱۔ تعلیمی تحقیق ، از ڈاکٹر احسان اللہ خان ، بک ٹریڈرز ، لاہور

۲۔ Research in Edu. by John W. Best

۳۔ The Research Paper Farm and Content by Andrey J. Roth

یونٹ نمبر ۱

مسلمانوں کی سماجی تاریخ کے حوالے سے اصول تحقیق

یونٹ نمبر ۱

یونٹ کا تعارف اور مقاصد

اس یونٹ میں آپ مسلمانوں کی سماجی تاریخ کے حوالے سے اصول تحقیق کا مطالعہ کریں گے - تحقیق دراصل ایک انداز فکر ہے جو ہمیں حق کی طلب اور سچائی کی تلاش اور کھوج لگانے پر آمادہ کرتا ہے - مسلمانوں کی سماجی تاریخ کے آغاز ہی سے اس انداز فکر کا سراغ ملتا ہے - واقعات کی صحت کا اصول خود قرآن کریم نے یہ کہہ کر قائم کر دیا کہ :

" يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِن جَاءَكُمْ فَاسِقٌ بِنَبَإٍ فَتَبَيَّنُوا أَن تُصِيبُوا قَوْمًا بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوا عَلَىٰ مَا فَعَلْتُمْ نَادِمِينَ ٥ "

(اے ایمان والو: اگر کوئی شریر آدمی تمہارے پاس کوئی خبر لائے تو خوب تحقیق کر لیا کرو، کبھی کسی قوم کو تم نادانی سے کوئی ضرر پہنچا دو، پھر اپنے کیے پر پچھتانا پڑے) سورہ الحجرات (٦)

اس آیت مبارکہ میں بات کھولنا ، سچائی تک پہنچانا، پرکھنا، جاننا اور سمجھنا ضروری قرار دیا گیا ہے - اس سے ظاہر ہے کہ جہالت اور نادانی سے بچنے کے لیے حقیقت کی تلاش فرض ہے تاکہ بعد میں پچھتانا نہ پڑے اور مضمرات سامنے نہ آئیں - اس تحقیق کی پروا نہ کرتے ہوئے صرف زبانی باتوں پر یقین کر لینا محض گمراہی ہے - یہی زبانی باتیں جو بعد میں تاریخ کی حیثیت اختیار کر لیتی ہیں - اللہ تعالی کے نزدیک سخت ناپسندیدہ ہیں - قرآن میں ارشاد ہے کہ :

" كَبُرَ مَقْتًا عِندَ اللَّهِ أَن تَقُولُوا مَا لَا تَفْعَلُونَ ٥ "

(خدا کے نزدیک یہ بات بہت ناراضی کی ہے کہ ایسی بات کہو جو کرو نہیں) سورہ الصف (٣)

یعنی زبانی جمع خرچ کرو گے تو عمل سے کورے رہو گے اور ایسی بات اللہ تعالی کو سخت ناگوار ہے ۔ گویا زبانی باتیں جو بلا دلیل ہوتی ہیں وہ گمراہی بھی ہیں، باطل صریح بھی ہیں اور اللہ تعالی کو سخت ناپسند بھی۔ اسی لیے ہمارے اسلاف کرام نے جو کچھ سنا پہلے اس کی پوری پوری تحقیق کی اور حدیث کے معاملے میں تو ایک ایک حرف اور لفظ کی صحت کے لیے سخت دشواریوں کو لبیک کہا۔

اسلام میں قرآن کے بعد حدیث نبوی یا سنت محمدی کو اسلامی شریعت کے سب سے بڑے ماخذ کی حیثیت حاصل ہے۔ فن حدیث (روایت اور درایت) اپنے اندر ایسی پراکٹس رکھتا ہے کہ تاریخ کے ناقدین کا ذہن بھی وہاں تک نہیں پہنچ سکتا اور راویان حدیث کا تقوی ایسا تھا کہ وہ بدعات اور صغیرہ تک سے اجتناب کرتے تھے ۔ درایت (اصول تنقید) یعنی عقلی حیثیت سے روایتوں کو پرکھنے کے لیے اصول و ضوابط ترتیب دیے گئے اور بتایا گیا کہ درایت بھی صرف ان لوگوں کی معتبر ہو سکتی ہے جنہوں نے قرآن و حدیث اور فقہ اسلام کے مطالعے اور تحقیق میں ایک عمر صرف کی ہو ۔ ہر کس و ناکس کو اس کا مجاز قرار نہیں دیا جا سکتا ۔ ان اصولوں کی روشنی میں احادیث کی تدوین کی گئی ۔

جہاں تک حفاظت حدیث کا تعلق ہے اس کے لیے دو طریقے اختیار کیے گئے ۔ ایک حفظ ، دوسرا کتابت ۔ اس زمانے میں جب قرآن نازل ہو رہا تھا ، حضور اکرم نے احادیث لکھنے سے منع فرما دیا تھا۔ ان دنوں یہ احتیاط ضروری تھی ، تاکہ قرآن کی آیات اور احادیث کی عبارت آپس میں غلط ملط نہ ہوں ۔ صحابہ نے آپ کے ارشاد کے مفہوم کو سمجھتے ہوئے بہت احتیاط سے کام لیا۔ اس کا یہ فائدہ ہوا کہ قرآن اپنے آغاز سے اب تک اسی اصلی

حالت میں محفوظ ہے ۔ جب کچھ عرصے بعد اس احتیاط کی ضرورت نہ رہی تو صحابہ کرام آپ کے قول و ارشادات کو لکھ کر محفوظ کرنے لگے ۔ حفاظت حدیث کے سلسلے میں خلفاء اربعہ احادیث سے استشہاد کرتے اور خود روایت کرتے تھے ، البتہ احتیاط کا اہتمام کرتے تھے۔ اس کے بعد تابعین نے محتاط روش کے ساتھ علوم نبوی کی میراث کو آگے بڑھایا۔ (۱)

سیرت نبوی کے جو واقعات قلمبند کیے گئے وہ تقریباً نبوت کے سو برس بعد قلمبند ہوئے ۔ اس لیے کہ مصنفین کا ماخذ کوئی کتاب نہ تھی بلکہ اکثر زبانی روایتیں تھیں لیکن مسلمانوں نے فن سیرت کا جو معیار قائم کیا تھا وہ بہت بلند تھا۔ اس کا پہلا اصول یہ تھا کہ جو واقعہ بیان کیا جائے اس شخص کی زبان سے بیان کیا جائے جو خود شریک واقعہ تھا۔ اگر خود نہ تھا تو واقعہ تک تمام راویوں کا نام بہ ترتیب بتایا جائے ۔ اس کے ساتھ یہ بھی تحقیق کی جائے کہ جو اشخاص سلسلۂ روایت میں آئے وہ کون لوگ تھے ؟ کیسے تھے ؟ کیا مشاغل تھے ؟ حال چلن کیسا تھا؟ حافظہ کیسا تھا؟ ثقہ تھے یا غیر ثقہ؟ عالم تھے یا فاضل ؟ (۲)۔ ان احادیث یا روایوں کے بارے میں معلوم ہوا کہ اس کے الفاظ جملوں میں کسی قسم کی خامی و کمزوری یا مقررہ قواعد کی خلاف ورزی تو نہیں پائی جاتی ۔ معانی اور مفہوم میں عقل ، مشاہدہ ، تجربہ ، زمانے کے طبعی تقاضے کسی مسلمہ اصول اور قرآنی تصریحات کی خلاف ورزی تو لازم نہیں آتی ، جن سے کسی طرح شان نبوت پر حرف آئے یا فرمودات نبوی میں سطحیت کا اندیشہ ہو ۔

---

(۱) سیرت النبی از علامہ شبلی نعمانی ، جلد اول

(۲) مولانا محمد تقی امینی ، حدیث کا درایتی معیار ، قدیمی کتب خانہ کراچی ، ۱۹۸۶ء ص ۔ ۱۵

ان جزئی باتوں کا پتہ لگانا سخت مشکل بلکہ ناممکن تھا۔ سینکڑوں ہزاروں محدثین نے احادیث کو جانچنے اور مرتب کرنے میں اپنی عمریں صرف کر دیں۔ ان تحقیقات کے نتیجے میں اسماء الرجال کا عظیم فن بھی تیار ہو گیا۔ جس قدر تحقیق و تنقید کا درجہ بڑھتا گیا مبالغہ آمیز روایتیں گھٹتی چلی گئیں۔

پہلی صدی کے آخر میں عمر بن عبدالعزیز کے عہد سعادت میں علم حدیث کی تدوین و ترتیب کا کام سرکاری سطح پر عمل میں آیا اور تحقیق و انتقاد کے اصولوں کو عملی طور پر برتا گیا۔ اس کوشش کے بعد احادیث کی تدوین اور تالیف کا سلسلہ باقاعدہ طور پر شروع ہو گیا۔ دوسری صدی ہجری میں اس سلسلے کو اتنی ترقی ہوئی کہ احادیث مرفوعہ کے ساتھ صحابہ کرام کے آثار اور تابعین کے فتاوی اور اقوال تک ایک ایک کر کے مدّون و مرتب کر دیے گئے۔

تیسری صدی ہجری میں حدیث پر روایت و درایت کے اصولوں کے مدنظر زیادہ عمدہ کتابیں ترتیب دی گئی ہیں۔ بعض علماء نے مخصوص مولفات ترتیب دیں۔ ان میں احادیث رسول کو یکجا کیا گیا۔ تیسری صدی میں جمع و تدوین کا آغاز ہوا تو اس کی نمایاں خصوصیت یہ تھی کہ اب تک احادیث فقہ سے الگ نہیں تھیں اور اسی بناء پر لوگ حدیث کے ساتھ اقوال صحابہ کو بھی ملائے رکھتے تھے لیکن اب ضرورت محسوس ہوئی کہ حدیث کو بحثیت ایک فن کے مدون کیا جائے، لہٰذا اقوال صحابہ کو سنت سے خارج قرار دیا گیا اور خود حدیث کی صحت معلوم کرنے کے لیے درایت کو

قبول و عدم قبول کا معیار باقاعدہ طور پر مقرر کیا گیا۔ اسباب جرح و تعدیل کے تعیین ہوئی ۔ سند اور متن پر خارجی و داخلی تنقید کو رواج دیا گیا۔ احادیث کی شناخت کے لیے فنی ذوق کی ضرورت تھی لہذا ان سب امور کی تکمیل کے لیے متعدد علوم و فنون مدوّن ہوئے ان سے تحقیق کی راہیں ہموار ہوئیں اور ہم تک ان بیش بہائے گراں مایہ کو پہنچایا جن سے ہماری تہذیب اور ہمارا ضابطہ حیات ثروتِ فکر و عمل سے مالا مال ہوا ہے ۔

مقاصد

اس یونٹ کے مطالعے کے بعد آپ اس قابل ہو سکیں گے کہ :

۱۔ اس امر پر بحث کر سکیں کہ مسلمانوں میں روایت و درایت کا آغاز نقل حدیث سے ہوا۔

۲۔ روایت اور درایت کے اصول و ضوابط سے آگاہ ہو سکیں اور ان کے اطلاقی پہلو کا جائزہ لے سکیں ۔

۳۔ حدیث کی صحت کے بنیادی اصولوں اور معیار سے واقف ہو سکیں ۔

۴۔ حفاظتِ حدیث کے سلسلے میں حزم و احتیاط اور اہتمام کے اسباب پر روشنی ڈال سکیں ۔

عنوان برائے مطالعہ

۱۔ مقام حدیث

الف ۔ حدیث

ب ۔ رسول بحثیت نمونہ تقلید

لازمی کتاب :
"حفاظت حدیث" از خالد علوی ۔ الکتبۃ العلمیۃ ، ۱۵ لیک روڈ ، لاہور ص ۹-۵۴

اہم نکات :

قرآن پاک نے رسول اکرم صلعم کی شخصیت کو جس طرح متعارف کرایا اور صحابہ کرام اور تابعین نے جس والہانہ محبت و شیفتگی کا اظہار کیا اس کا لازمی اور منطقی نتیجہ یہی تھا کہ آپ کے اقوال و اعمال کو محفوظ اور قرآن پاک کی تشریحات و تعبیرات اور پیش آمدہ حالات کے احکام و قضایا کو مرتب کر دیا جائے ۔ گویا حدیث و سنت کے سلسلے میں مرکزی حیثیت رسول اکرم کی ذات کو حاصل ہے ۔

خود آزمائی :

۱۔ وہ کون سے اسباب تھے جن کی بنا پر صحابہ کرام نے آپ کی حیات طیبہ کے جملہ گوشوں کو محفوظ کر لیا تھا؟

۲۔ حفاظت حدیث

الف۔ حفظ	**لازمی کتاب**
ب ۔ کتابت حدیث	" حفاظت حدیث " از خالد علوی ، المکتبۃ العلمیہ
ج ۔ حفاظت حدیث کا اہتمام	۱۵ لیک روڈ ، لاہور
د ۔ جھوٹی احادیث پر وعید	(ص ۵۵ — ۲۱۸)
ھ ۔ عہد صحابہ میں حفاظت حدیث	

اہم نکات

حفاظت حدیث کے لیے دو طریقے اختیار کیے گئے حفظ اور کتابت ۔ اس زمانے میں جب قرآن نازل ہو رہا تھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے احادیث لکھنے سے منع فرما دیا تھا۔ ان دنوں یہ احتیاط ضروری تھی تاکہ قرآنی آیات اور احادیث کی عبارت آپس میں غلط ملط نہ ہوں ۔ جب کچھ عرصے کے بعد اس احتیاط کی ضرورت نہ رہی تو صحابہ کرام نے آپ کے قول و ارشادات کو لکھ کر محفوظ کیا۔

خود آزمائی

۱۔ صحابہ کرام نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے نکلے ہوئے الفاظ اور آپؐ کی ذات سے صادر شدہ احکام و افعال کو محفوظ کرنے کے لیے کون کون سے طریقے اختیار کیے اور کیا یہ طریقے یکساں متداول رہے ؟

۲۔ کتابت حدیث اور روایت حدیث کے اہتمام اور جھوٹ کی آمیزش سے حفاظت کی کون کون سی تدابیر اختیار کی گئیں جس سے سنت کو محفوظ کیا جا سکتا تھا؟

۳۔ تدوین حدیث

الف۔	عہد نبوت اور تدوین حدیث	**لازمی کتاب**
ب۔	تحریک تدوین حدیث	فہم قرآن از مولانا سعید احمد اکبر بادی
ج۔	تنقید احادیث	ادارہ اسلامیات، ۱۹۰ ۔ انار کلی لاہور ص(۹۹ ۔ ۱۰۵)

۴۔ وضع احادیث کا فتنہ اور اس کا سدباب

الف۔	وضع احادیث کا چرچا	**لازمی کتاب**
ب۔	اسباب وضع حدیث	فہم قرآن از مولانا سعید احمد اکبر آبادی
ج۔	قبول حدیث میں صحابہ کی احتیاط	ادارہ اسلامیات، انارکلی، لاہور، ص ۱۰۶ ۔ ۱۱۹

۵۔ عہد تدوین

الف۔	کتب حدیث کی اقسام	"حفاظت حدیث" از خالد علوی، المکتبہ العلمیہ، لاہور ص ۲۸۷ ۔ ۳۲۸
ب۔	طبقات کتب حدیث	
ج۔	اسناد اور اس کی اہمیت	فہم قرآن از مولانا سعید احمد اکبر آبادی، ص ۱۴۴ ۔ ۱۶۰
د۔	اسماء الرجال کی تدوین	

امدادی کتاب:

مطالعہ حدیث، مولانا محمد حنیف ندوی،
ادارہ ثقافت اسلامیہ، لاہور

اہم نکات

مختلف قسم کی احادیث ، عہد نبوی ، عہد صحابہ اور تابعین میں بھی محفوظ تھیں ۔ پہلی صدی ہجری میں عمر بن عبدالعزیز کے عہد میں جمع و تدوین حدیث کا باقاعدہ آغاز ہوا اور دوسری اور تیسری صدی ہجری میں ترتیب و تدوین احادیث کا عمل ایک مستقل فن بن گیا۔

خود آزمائی

۱۔ تدوین حدیث کے آغاز اور ارتقا پر روشنی ڈالیے ؟

۲۔ احادیث کی کس کتاب کو قبولیت عام حاصل ہے؟

۳۔ مسانید کو مرتب کرنے کے سلسلے میں علما کی کاوشوں پر تبصرہ کیجیے ۔ نیز حدیث کی وہ کون سی کتابیں ہیں جنہیں صحاح ستہ کہا جاتا ہے اور کیوں ؟

٦۔ اسلامی فن تحقیق کے اصول

الف ۔ صحت ماخذ

ب ۔ اصول روایت

ج ۔ اسماء الرجال کی تدوین

د ۔ اصول درایت

ھ ۔ موضوع حدیثوں کی شناخت کے اصول

لازمی کتاب

سیرت النبی از شبلی نعمانی ۔ حصہ اول ص ٦٣ ۔ ١٠٠

فہم قرآن : از سعید احمد اکبر آبادی ص ١٧١ ۔ ١٨٣

اہم نکات

محدثین نے تحقیق کے اصول روایت اور درایت دونوں کی تعیین و تشخیص میں اور ان پر عمل کرنے میں یکساں اہتمام کیا اور تنقید روایات میں دونوں سے کام لیا ہے۔ متن حدیث کی صحت معلوم کرنے کی غرض سے درایت کے اصول متعین کیے گئے۔ لفظ معنی، عبارت اور طرز بیان پر ہر لحاظ سے اس کو تنقید کی کسوٹی پر پرکھا۔ صحیح، ضعیف اور موضوع احادیث کے الگ الگ خصائص بیان کیے اور ان کے اوصاف متعین کیے۔

خود آزمائی

۱۔ روایت کے اصول کا مآخذ، روایت قبول کرنے کی شرائط اور معیار کیا تھے؟ احادیث کی ترتیب و تدوین میں کیا ان شرائط کو برتا اور معیار کو قائم رکھا گیا؟ مجموعہ ہائے احادیث میں ان کا جائزہ لیجیے؟

۲۔ تدوین حدیث کے سلسلے میں ان کی صحت وغیرہ کے لیے کون سے اصول و ضوابط متعین کیے گئے؟ آپ کے خیال میں ان اصولوں کا اطلاق بہتر انداز میں کس مجموعہ احادیث میں ملتا ہے؟

یونٹ نمبر ۲

فن تحقیق

یونٹ نمبر ۲

فن تحقیق

تعارف اور مقاصد

اس یونٹ میں آپ تحقیق کی ماہیت اور اس کے تقاضے ، تحقیق کے بنیادی لوازم ، محقق کی خصوصیات اور رہنمائی کے مراحل کا مطالعہ کریں گے ۔

۱۔ تحقیق ایک باضابطہ فن نہیں بلکہ ایک علمی رویّہ ہے " جو کسی[1] امر کو اس کی اصلی شکل میں دیکھنے کی کوشش ہے " ۔ اس کا مقصد حقیقت کی بازیافت ہے ۔ دوسرے لفظوں میں حقیقت کو اس کی اصلی شکل میں پیش کرنے کا نام تحقیق ہے ۔ اس کے اپنے اصول اور ضابطے ہیں جن کی مدد سے تحقیق ہر بیان یا واقعہ کو منطقی انداز سے پرکھ کر صحت یا غلطی کا تعین کرتی ہے" ۔ کسی[2] امر کی اصلی شکل کی دریافت اس لیے ضروری ہوتی ہے کہ صحیح صورت حال معلوم ہو سکے ۔ اس سلسلے میں جو شہادتیں مہیا کی جائیں اور جو معلومات حاصل کی جائے وہ ایسی ہونی چاہییے کہ استدلال کے کام آ سکے ماخذ واقعات کی ترتیب میں صحیح طور پر اس سے مدد ملے اور حدود تحقیق کے اندر نتائج نکالے جا سکیں ۔ اس لیے لازم ہو گا کہ جن امور پر استدلال کی بنیاد رکھی جائے وہ اس وقت تک کی معلومات کے مطابق ، بظاہر حالات شک سے بری ہوں اور جن ماخذ سے کام لیا جائے وہ قابل اعتماد ہوں ۔ غیر متعین ، مشکوک اور قیاس پر مبنی خیالات کا مصرف جو بھی ہو ، ان کی بنیاد پر ، تحقیق کے نقطۂ نظر سے قابل قبول نتائج

(۱) "اصول تحقیق" ، مقالہ ، قاضی عبدالودود ، رہبر تحقیق مرتبہ اردو سوسائٹی شعبہ اردو لکھنو یونیورسٹی ، ۱۹۷۶ ، ص ۱۰۹

(۲) " ادبی تحقیق ،مسائل اور تجزیہ" رشید حسن خان ایجوکیشنل بک ہاوس مسلم یونیورسٹی علیگڑھ ۱۹۷۸ ص ۔ ۸

نہیں نکالے جا سکتے"۔ تحقیق مضامین حقائق کی کھتونی نہیں ہے ، بلکہ اس کا بنیادی کارنامہ یہ ہے کہ وہ فکر کے اس بنیادی جوہر پر اصرار کرے جو مقدمات اور نتائج میں ایک منطقی ربط و ترتیب تلاش کرے ۔

تحقیق ایک مسلسل عمل ہے اور اس میں اصلیت کا تعین ، اس وقت تک حاصل شدہ معلومات پر مبنی ہوتا ہے اور اس عمل میں جب بھی نئی معلومات حاصل ہوں گی جو اصول تحقیق کے مطابق قابل قبول ہو تو اسے لازماً قبول کر لیا جائے گا۔ خواہ وہ نئی معلومات پچھلے مسلمات کی تکذیب کرتی ہو یا ان کی مزید تصدیق کرتی ہو یا اس کی مدد سے اضافے ممکن ہوں ۔ دریافت کا عمل اسی طرح جاری رہتا ہے ۔

تحقیق ، مخصوص حالات میں مخصوص شواہد اور روایات کی روشنی میں اس صداقت کی تلاش ہے جو محقق کی دسترس میں ہو یا اس کی دسترس میں ہو سکتی ہو ۔ اس صورت میں تحقیق مطلق سچائی کی دریافت کا دعویٰ نہیں کر سکتی ۔ عین ممکن ہے کہ آج جن معلومات کو مستند سمجھ کر نتائج اخذ کیے گئے ہیں کل وہ جعلی ثابت ہوں یا آج جن شواہد کو حرف آخر مانا گیا ، ان کے بالکل متضاد شواہد سامنے آ جائیں اور آج کے دعووں کو باطل کر دیں ۔ اس لیے تحقیق اپنے زمان و مکان میں رہ کر صداقت کی تلاش کر سکتی ہے ۔ مطلق صداقت اس کے دائرے اور دسترس سے باہر ہے۔ تحقیق کا مقصد نئے حقائق کی تلاش اور معلوم حقائق کی توسیع یا ان کی خامیوں کی تصحیح ہوتی ہے جس موضوع پر تحقیق کی جاتی ہے اس میں متعلقہ موضوع پر نئی بات کہی جاتی ہے یا نیا پہلو تلاش کیا جاتا ہے ۔ لیکن یہ

بھی ضروری نہیں کہ بات بالکل نئی ہو - موضوع پر پہلے کہی ہوئی بات میں جدید معلومات کا اضافہ بھی تحقیق ہے - پہلے سے تحقیق شدہ موضوع کو نئے پہلو سے تلاش کرنا یا اس کے نئے پہلو پر بحث کرنا یا روشنی ڈالنا بھی تحقیق ہے -

تحقیق میں دعوے سند کے بغیر قابل قبول نہیں ہوتے اور سند کے لیے ضروری ہے کہ وہ قابل اعتماد ہو - اس سلسلے میں اصل ماخذ اگر قابل حصول ہوں تو براہ راست استفادے کا التزام ضروری ہے - بالواسطہ روایت پر انحصار ضروری ہو تو بہت احتیاط سے استفادہ کیا جانا چاہیے - روایت کے سلسلے میں اس کی بڑی اہمیت ہے کہ راوی کون ہے اور کن حالات میں روایت کی گئی ہے -

تحقیق کا بنیادی کام نئے حقائق کی تلاش اور معلوم حقائق کی توسیع ہے اس لیے ایسے موضوعات میں جن تنقیدی تعبیرات کا عمل دخل ہو، تحقیق کے دائرے میں نہیں آتے - تنقیدی صداقت تنقیدی تعبیرات کا نتیجہ ہوا کرتی ہے - یہی وجہ ہے کہ ایک ہی مسئلے پر مختلف لوگ مختلف رائیں رکھتے ہیں جبکہ تحقیق میں اختلاف رائے کی گنجائش نہیں - کیوں کہ تحقیق بنیادی حقائق کا تعین کرتی ہے اور ان کی مدد سے ایسے نتائج نکالے جا سکتے ہیں جن میں شک یا قیاس یا تاویل یا ذاتی رائے کا عمل دخل نہ ہو - اخذِ نتائج میں جہاں سے تعبیرات کی کارفرمائی شروع ہو گی اور ان پر مبنی اظہار رائے کا پھیلاؤ شروع ہو گا وہاں تحقیق کی کارفرمائی ختم ہو گی - تحقیق محتاط نگاری کا تقاضا کرتی ہے - تحقیق میں عمومی دعوے خطرناک اور گمراہ کن ہو سکتے ہیں اور تحقیق میں اس عمومیت کی گنجائش نہیں ہے -

انسانی زندگی ایک نظام یا ضابطے کے تحت ہے اسے دیکھنا، سمجھنا اور پرکھنا تحقیق ہے۔ دراصل ذہن، شخصیت اور جذبے کی تنظیم و ترتیب علم کی بنیاد ہے۔ اس ترتیب کو اصول اور ضابطے کے ماتحت ہونا چاہیے۔ انسانی زندگی کو محض اتفاقات کا مجموعہ نہیں سمجھنا چاہیے بلکہ اس کے پیچھے کارفرما اصول دریافت کرنے چاہئیں اور ایک بار یہ فارمولا ہاتھ آ جائے تو اس کا پوری دیانتداری اور غیر جانبداری سے انطباق کرنا چاہیے۔ اس سلسلے میں محقق کی بہت سی ذمہ داریاں ہوتی ہیں۔ محقق کی موضوع پر گرفت مضبوط ہونی چاہیے، کیونکہ ایمانداری اور تلاش حقیقت میں ان دونوں کی بہت اہمیت ہے۔ بغیر ثبوت اور دلیل کے کوئی بات تسلیم کرنے پر تیار نہ ہو۔ روایت اور تعصبات کے پردے میں چھپی ہوئی صداقتوں کے چہرے سے نقاب الٹنے کی ہمت ہو۔ محقق کا مطالعہ بہت وسیع ہونا چاہیے۔ محقق بیدار، مستعد اور منطقی ذہن کا مالک ہو، حقائق کو بےلاگ پرکھنے کا ملکہ رکھتا ہو۔ تحقیق کے لیے ذاتی دلچسپی ضروری ہے۔ شوق اور دلچسپی کے ساتھ ساتھ صداقت اور تلاش حق کی لگن اور ذوق بھی ہو۔ محقق کو بہت زیادہ احتیاط، زیادہ محنت اور زیادہ دیانتداری کی ضرورت ہے۔ کیونکہ محقق کے قلم کی ہر لغزش اور فکر کی ہر بے ربطی سے اس کی تہی مائگی اور کوتاہ فکری کا اظہار ہو گا۔

محقق کا انداز بیاں واضح، صریح اور منطقی ربط کے ساتھ سادہ ہو۔ محقق کو خطابت سے احتراز واجب ہے۔ استعارہ و تشبیہ کا استعمال صرف توضیح کے لیے کرنا چاہیے نہ کہ شاعرانہ بیانات کے لیے۔

تناقص و تضاد اور ضعفِ استدلال سے بچنا چاہیے ۔ بات کو سیدھے سادھے انداز میں کم سے کم الفاظ میں زیادہ سے زیادہ وضاحت ، قطعیت اور استدلال کے ساتھ بیان کرنا چاہیے ۔ استدلال میں منطقی ربط ضروری ہو۔ ایسی تمام نثری تحریریں جن میں شعر کپھائے گئے ہوں اور اس کی مدد سے شاعرانہ فضا پیدا کر کے ابہام کا سہارا لیا گیا ہو ، تحقیق کے تقاضوں کو پورا نہیں کرتی ۔ لفظ کا تلفظ ، اس کا صحیح استعمال ، لفظ کی ساخت اور مشتقات ، جملوں میں لفظوں کا اور عبارت میں جملوں کا باہمی ربط ، صداقت اور حقیقت سے بیان کا رشتہ ، دلیل اور دعوی کی ہم آہنگی یہ سب ایسے امور ہیں جن کی تحقیق میں بنیادی اہمیت ہے ۔

تحقیق ایک بامقصد سائنسی اور منضبط فکر کا عمل اور اس کی پیش کش ہے ۔ یہ کام بعض مخصوص مراحل کے ذریعے انجام پاتا ہے ۔ ان میں انتخاب موضوع ، موضوع کی وسعت کا تعین ، طریقہ کار کا تعین ، مواد کا تعین ، ماخذ کا تعین اور مقالہ کی تسوید و پیش کش شامل ہے ۔ ان مراحل کو طے کرنے کے لیے تجربہ کار استاد رہنما کی ضرورت ہے ۔ یوں تو محقق کو اپنے تحقیقی عمل میں پوری آزادی حاصل ہوتی ہے ۔ تاہم اپنے رہنما سے رابطہ اور رہنمائی بہت ضروری ہے ۔ اپنے تحقیقی عمل میں پوری آزادی حاصل ہوتی ہیے تاہم تحقیق کے میدان میں پیش آنے والی دشواریوں کا حل اپنے استاد کی رہنمائی میں تلاش کیا جا سکے اور رہنما کے تجربات سے استفادہ کرنے کا موقع مل سکے ۔

نئی معلومات کی تلاش ، عام اور مسلمہ علمی مفروضوں کی چھان پھٹک ، تمام مطلوبہ مواد کو جرح و تعدیل کی کسوٹی پر پرکھنا ، اصل ماخذ سے استفادہ ، حوالے کے اندراجات میں محتاط انداز اس روایت کے بنیادی تقاضے ہیں ۔

مقاصد :

اس یونٹ کے مطالعے کے بعد آپ اس قابل ہو سکیں گے کہ :

۱۔ تحقیق کے بنیادی مفہوم سے آگاہی حاصل کر سکیں

۲۔ اپنے میں ان سنجیدہ خصوصیات کو پیدا کر سکیں جو محقق کے لیے ضروری ہیں

۳۔ تحقیقی مقالے کی پیش کش کے مخصوص ابتدائی مراحل سے روشناس ہو سکیں

عنوان اور کتب برائے مطالعہ

فن تحقیق

۱۔ (الف) تحقیق کیا ہے؟
(ب) تحقیق کی خصوصیات
(ج) تحقیق کے بنیادی لوازم

لازمی کتب

۱۔ اردو میں اصول تحقیق (جلد اول) مرتبہ ڈاکٹر ایم سلطانہ بخش، مقتدرہ قومی زبان اسلام آباد (ص ۱-۷) (۲۳-۲۸) (۷۱-۷۹)

۲۔ تحقیق اور اصول وضع اصطلاحات، منتخب مقالات، مرتبہ اعجاز راہی، مقتدرہ قومی زبان اسلام آباد (ص ۱۲۳ - ۱۳۳)

اہم نکات

تحقیق کسی امر کو اس کی اصلی شکل میں دیکھنے کی کوشش ہے - اس کی بنیاد تلاش و جستجو ، مشاہدات تجربات اور علوم کی افہام و تفہیم پر ہوتی ہے - تحقیق ایک محتاط ، سرگرم جستجو اور مسلسل کاوش اظہار ہے - جس میں مروجہ حقیقتوں کی تصدیق ، نئی حقیقتوں کی تلاش اور سچائی کی کھوج مضمر ہے - اس کا مرکز کوئی موضوع یا مسئلہ ہوتا ہے جسے حل کیا جاتا ہے یا کوئی نئی بات پہلے کہی ہوئی بات کسی تصحیح یا اس کا نیا پہلو دریافت کیا جاتا ہے - تحقیق کو بطور ایک طرز زندگی اپنانا ، اور سچی لگن رکھنا ، مختلف علوم سے واقفیت ، اہم ، مستند اور بنیادی ماخذ تک رسائی حاصل کرنا ، حقائق کی تلاش اور چھان پھٹک ، مواد کی ترتیب و تنظیم اور پیشکش تحقیق کے بنیادی لوازم ہیں -

خود آزمائی :

۱- "تحقیق محض حقائق کی دریافت نہیں بلکہ اس کے اثرات کا کھوج لگا کر صحیح تاویل پیش کرنا ہے" - اس بیان کی روشنی میں اپنی رائے قائم کیجیے ؟

۲- تحقیق کے تقاضے کیا ہیں ان کی نشان دہی کیجیے؟

۳- کسی ایسی کتاب کی نشان دہی کیجیے جس میں تحقیق کے تقاضے اور اس کے بنیادی لوازم کا خیال رکھا گیا ہے ؟

۲- فن تحقیق

الف - اسلامی طرز تحقیق
ب - مغربی فکر تحقیق
ج - خارجی و داخلی شہادت

لازمی کتاب

۱- "اردو میں اصول تحقیق" مرتبہ ڈاکٹر ایم سلطانہ بخش، مقتدرہ قومی زبان، اسلام آباد ص (۳۹ - ۵۷)

۲- تحقیق اور اصول وضع اصطلاحات، مرتبہ اعجاز راہی، مقتدرہ قومی زبان، اسلام آباد ص (۱۳۷-۱۶۳)

اہم نکات

قرون اولیٰ کے مسلمانوں نے علم حدیث کے بارے میں روایت اور درایت کے لیے جو اصول منضبط کیے ہیں ان روایت کے بارے میں حزم و احتیاط کا یہ عالم تھا کہ جب تک آخری راوی سے لے کر چشم دید گواہ تک تسلسل کے ساتھ روایت موجود نہ ہو، حدیث بیان نہیں کی جاتی تھی ۔ درایت یعنی عقلی حیثیت سے واقعات کو جانچنے کے اصول اس قدر قوی ہیں کہ راویوں کی صداقت اور دیانت کا پورا پورا اندازہ ہو جاتا ہے۔ کسی واقعے کو پرکھنے کے لیے خارجی اور داخلی شہادتیں، راوی کے ثقہ یا غیر ثقہ ہونے کی تصدیق روایت کی جانچ پڑتال اور حزم و احتیاط، مواد میں تحریف یا اضافہ وغیرہ یہ سب وہ اصول ہیں جنہیں مسلمانوں نے مرتب کیا اور قریب قریب یہی اصول تحقیق اب مغربی فکر تحقیق میں بیان ہونے لگے ہیں۔

خود آزمائی:

۱۔ "مغرب کی جدید اصول تحقیق زیادہ تر مسلمانوں کے اصول سے ماخذ ہیں" تبصرہ کیجیے ؟

۲۔ تحقیق میں خارجی شواہد سے کیا نتائج نکالے جا سکتے ہیں ؟

۳۔ اصل اور الحاقی مواد کے درمیان حد فاصل قائم کرنے میں داخلی شواہد کس حد تک معاون ثابت ہوتے ہیں ؟

۴۔ کسی ایسی کتاب کی نشان دہی کیجیے جس میں خارجی اور داخلی شواہد کی مدد سے تحقیق کا نیا پہلو پیش کیا گیا ہو ؟

۳۔ لازمی کتاب

الف۔ محقق کی خصوصیات — اردو میں اصول تحقیق ، مرتبہ ڈاکٹر ایم سلطانہ بخش ، مقتدرہ قومی زبان اسلام آباد ، ص (۷۱ - ۸۲)

ب ۔ رہنمائی کے مراحل — (۸۷ - ۹۶)

اہم نکات :

محقق کا مطالعہ وسیع ہونا چاہئیے ۔ وسیع مطالعے کے ساتھ ساتھ گہری نظر ، تنقیدی شعور اور دیانت کی ضرورت ہے ۔ تحقیق کے لیے ذاتی دلچسپی ، شوق اور سخت محنت درکار ہے ۔ قوت استدلال ، حدت ، حافظہ ، تحقیق کے لیے لگن ، سرگرمی اور ذہنی صداقت محقق کی بنیادی صفات ہیں ۔ محقق کو تحقیق کے لیے مالی سکون ، لائبریری ، سفر اور آلات اور

مشینوں کی سہولیات حاصل ہوں ۔ تحقیق میں رہنمائی کے لیے تجربہ کار ، فراخ دل اور شفیق رہنما ضروری ہے جن کے مشورے سے تحقیقی عمل میں موضوع کا انتخاب دائرہ تحقیق اور طریقہ کار کا تعین ، مواد کا تعین اور پیش کش کے مراحل طے کیے جا سکیں ۔

خود آزمائی :

۱۔ تحقیقی عمل کی باضابطہ تکمیل کے لیے کن مراحل سے گزرنا پڑتا ہے ؟ کیا ان کے بغیر تحقیق ممکن ہے ؟

۲۔ کسی ایسے محقق کی نشان دہی کیجیے جن میں بیشتر وہ صفات ہوں جو ایک محقق کے لیے ضروری سمجھی گئی ہیں ؟

یونٹ نمبر ۳

اصول تحقیق ، تحقیق و تنقید

یونٹ نمبر ۳

اصول تحقیق و تنقید

تعارف اور مقاصد

اس یونٹ میں آپ تحقیق کے اصول ، تحقیق اور تنقید کا باہمی رشتہ اور تحقیق کے مسائل کے بارے میں مطالعہ کریں گے۔

تحقیق ایک نازک اور پیچیدہ فن ہے جسے کئی ایک زاویوں سے دیکھا جاتا ہے۔ یہ نئے حقائق کی تلاش کا عمل ہے۔ اس عمل کو بھی چند اصولوں کے تحت منظم و مرتب کیا گیا ہے۔ تحقیق نئے حقائق کا کھوج لگاتی ہے اور معلوم حقائق یا اصولوں کو نئے انداز سے پیش کرتی ہے اور علم کی حدود میں توسیع کا باعث ہے۔ حقائق کی دریافت میں کسی امر کا وجود بہ طور واقعہ اس صورت میں مرتب ہو گا، جب اصول تحقیق کے مطابق اس کی معلومات حاصل ہوں گی یعنی حقائق کی دریافت سے امر واقعے کی صحیح صورت حال سے آگاہی ہو۔ اس سلسلے میں شہادتوں کی مدد سے جو معلومات حاصل ہوں وہ ایسی ہوں کہ واقعات کی ترتیب میں استدلال کے ذریعے نتائج اخذ کیے جا سکیں۔ اگر کوئی محقق نئے قابل قبول شواہد کے بغیر کسی امر واقعہ کو روایت کے طور پر پیش کرتا ہے تو وہ ناقابل قبول ہے۔ بالواسطہ روایت پر اگر انحصار کرنا ہی ہے تو اس میں حزم و احتیاط کی ضرورت ہوتی ہے ورنہ بنیادی ماخذ سے استفادے کا التزام ضروری ہے۔ مکمل دلائل کے بغیر کسی روایت یا حقیقت کو قبول نہیں کیا جاتا ہے۔

تحقیق میں اصلیت کا تعین اس وقت تک کی حاصل شدہ معلومات پر مبنی ہوتا ہے ۔ جب بھی ایسی نئی معلومات حاصل ہوں گی اسے لازماً قبول کر لیا جائے گا اور دریافت کا یہ عمل اسی طرح جاری رہے گا ۔ نئے مآخذ سامنے آتے رہیں گے اور معلوم حقائق کی تصدیق اور تکذیب ہوتی رہے گی ۔ تحقیق میں کوئی واقعہ بڑا یا چھوٹا نہیں ہوتا بلکہ ہر واقعہ بجائے خود ایک حیثیت رکھتا ہے اور اس کے متعلق ضروری معلومات حاصل کی جاتی ہیں ۔ بات اہم ہو یا غیر اہم حق تحقیق ادا ہونا چاہیے ۔ معاملہ کتنا ہی معمولی کیوں نہ ہو اس کی تفاصیل کے بیان میں حقیقت سے جزوی انحراف بھی روا نہیں رکھا جاتا ہے ۔

تدوین اور تحقیق کے لیے طبعی مناسبت کی بنیادی اہمیت ہے ۔ موضوع تحقیق کے انتخاب میں اپنی صلاحیتوں کا لحاظ بھی ضروری ہے اور یہ بھی کہ مواد کی فراہمی لکھنے والے کے لیے ممکن ہے یا نہیں ۔ تحقیق میں غیر سنجیدہ تحریر سے احتراز، خطابت اور آرائش پسندی سے پرہیز لازمی ہے ۔ زبان مبالغے سے پاک اور غیر ضروری صفاتی الفاظ سے معرّا ہو ۔ ہر لفظ کے استعمال میں پوری احتیاط برتی جائے ۔ تمام ممکنہ مواد کا مطالعہ کر کے ہی قلم اٹھایا جاتا ہے تاکہ موضوع کا بھرپور احاطہ کیا جا سکے ۔ مکمل دلائل کے بغیر کسی حقیقت کو تسلیم نہیں کیا جاتا ۔ استدلال کی بنیاد جذباتیت پر نہیں منطقیت اور حقیقت پر رکھی جاتی ہے ۔ حافظے پر آنکھیں بند کر کے اعتماد نہیں کرنا چاہئیے، لہذا کوئی بات مآخذ سے رجوع کیے بغیر نہ کہی جائے ۔

ہر بیان کے لیے حوالے اور سند لازم نہیں، اگر بات نئی ہو تو اس کے ماخذ کا حوالہ ضروری ہے۔ ثانوی ماخذ کے حوالے بعض اوقات گمراہ کن ہوتے ہیں حتی الامکان ان پر اعتماد نہ کیا جائے۔ اولین ماخذ کے ہوتے ہوئے ثانوی ماخذ قابل قبول نہیں ہو سکتے۔ استدلال کی بنیاد مستند حوالوں پر رکھی جاتی ہے۔ حوالے اگر معتبر نہیں تو تحقیق کے نقطہ نظر سے وہ قابل قبول ہونے کی صلاحیت نہیں رکھتے۔ جب تک صحت انتساب کا تعین نہ کر لیا جائے اس وقت تک بطور سند ایسے حوالوں کو قبول نہیں کرنا چاہیے۔

ترجمے کو اصل ماخذ کی حیثیت سے پیش نہیں کیا جا سکتا اور نہ قبول کیا جا سکتا ہے۔ اصل تصنیف بنیادی ماخذ اور اس کا ترجمہ ثانوی ماخذ ہے، لہذا ترجمے کے ساتھ اصل متن بھی شامل کیا جانا چاہیے۔

نظم کے موضوع پر تحقیق کے سلسلے میں محقق کو فن عروض، فن قافیہ اور فن تاریخ کے قواعد سے واقفیت ضروری ہے۔ وہ محققین جو موزوں اور ناموزوں کلام میں تمیز نہیں کر سکتے دواوین کی ترتیب کا کام اپنے ذمہ نہ لیں۔

تحقیق و تنقید کے ایک خاص حد تک دائرہ ہائے عمل الگ الگ ہیں مگر کچھ دائرے ایسے ہیں جن میں یہ دونوں قدم بہ قدم چلتے ہیں۔ تنقید بھی تحقیق کی طرح سچائی کی متلاشی ہوتی ہے اور یہ سچائی حسن کی تلاش اور اس کی نسبتوں اور مقداروں کے تعین سے متعلق ہے۔ "تنقید کی+ غایت یہ ہے کہ ادبی

+ انتقاد ادبیات۔ سید عابد علی عابد۔ مجلس ترقی ادب، ۲ قلب روڈ لاہور، ۱۹۶۶، ص۔ ۳

تخلیقات کو چھان پھٹک کر فیصلہ صادر کیا جائے کہ کونسا حصہ جاندار اور باثمر ہے اور کونسا حصہ ناسودمند اور بیکار ہے ۔ اس سلسلے میں اصابت رائے اور ذوق سلیم کی ضرورت ہوتی ہے ۔ اسی ذوق سلیم کا اظہار جب توازن اور اعتدال کو مدنظر رکھ کر کیا جاتا ہے تو ادبی تخلیقات کی قدروقیمت متعین ہوتی ہے " اس کے بھی کچھ عقلی اصول ہیں جن کی وجہ سے تنقید میں تحقیق و تجربے کے انداز خود بخود پیدا ہو جاتے ہیں ۔ اگر کسی تصنیف کی قدروقیمت میں حیات کا کوئی حصہ ہے تو حیات کا کسی مصنف کی تخلیقات سے رابطہ قائم کرنے کے لیے تحقیق ایک بنیادی ضرورت بن جاتی ہے اور مصنف کی زندگی کا کوئی واقعہ بھی تنقید کے نقطہ نظر سے بیکار نہیں سمجھا جا سکتا۔ تنقید میں تحقیق کے کئی پہلو نکلتے ہیں اور تنقید کے لیے بھی تحقیق ایک لازمی سا عمل ہے ۔ تحقیق میں معلوم حقیقت کو فکر کی شکل دینے کے لیے شدت احساس کی ضرورت پڑتی ہے اور یہ دونوں ہی تنقید کا جزو لاینفک ہیں ۔ لہذا اعلی تنقید بھی تحقیق کی بہترین شکل ہے ۔

تحقیق کے سلسلے میں بے شمار ایسے مسائل ہیں جن پر غور کیا جانا ضروری ہے ۔ تحقیق کا سب سے پہلا اور بنیادی مسئلہ تحقیق متن اور تصحیح متن کا ہے ۔ تصحیح متن سے مراد متداولہ کلیات یا تصانیف میں جو الحاقی یا غیر مستند حصے شامل ہو گئے ہیں ان کی نشاندہی کی جائے اور جو حصے شامل ہونے سے رہ گئے ہیں انہیں شامل کیا جائے ۔ تحقیق کا دوسرا اہم مسئلہ یہ ہے کہ کہیں تحقیق صرف حقائق کی کھتونی ہے اس کا تنقید سے کوئی باہمی رشتہ نہیں ۔ حقائق کی مناسب توجیہہ اور ان کے عواقب

اور متعلقات پر غور و فکر کرنا فن کا درجہ رکھتا ہے اور اس فن کے لیے اکتساب ، ریاضت اور مشق شرط ہے ۔ اس کے علاوہ تحقیق کے بنیادی وسائل کی فراہمی ایک دشوار گزار مرحلہ ہے جس سے طالب علم محقق کو معمولی معمولی معلومات حاصل کرنے کے لیے قدم قدم پر دشواریوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے ۔ تحقیق کے طالب علم کو یہ بھی معلوم نہیں کہ کن کن موضوعات پر کام ہو چکا ہے ۔ تحقیق کے سلسلے میں ایک اور اہم کام تحقیقی ماخذوں کی تدوین اور ضابطہ بندی ہے ۔

تحقیق بڑی ذمہ داری اور ریاضت کا کام ہے۔ ضرورت ہے کہ تحقیق کے میدان میں قدم رکھنے والے اس منزل کی سمت اور آئین و آداب کا صحیح تصور رکھیں اور علمی وقار کے ساتھ تحقیق کے معیار کو بلند رکھیں ۔

مقاصد :

اس یونٹ کے مطالعے کے بعد آپ اس قابل ہو سکیں گے کہ :

۱- تحقیق کے اصولوں سے واقفیت حاصل کر کے انہیں عملی طور پر برت سکیں ۔

۲- تحقیق کے مسائل پر غور و خوض کر سکیں اور ان کا حل تلاش کر سکیں ۔

۳- تحقیقی عمل میں پیش آنے والی دشواریوں سے آگاہ ہو سکیں ۔

عنوان برائے مطالعہ

لازمی کتاب	
۱) اردو میں اصول تحقیق جلد اول مرتبہ ڈاکٹر ایم سلطانہ بخش، مقتدرہ قومی زبان، مقالہ ڈاکٹر جمیل جالبی (ص ۔ ۵۹ ۔ ۷۰)	۱۔ اصول تحقیق
۲) اردو میں اصول تحقیق جلد دوم، مرتبہ ڈاکٹر ایم سلطانہ بخش، مقتدرہ قومی زبان، مقالہ قاضی عبدالودود (ص)	
۳) لائبریری سائنس اور اصول تحقیق ۔ سید جمیل احمد رضوی۔ مقتدرہ قومی زبان اسلام آباد (۱۳ ۔ ۳۱)	
۴) تحقیق اور اصول وضع اصطلاحات ۔ مرتبہ اعجاز راھی، مقتدرہ قومی زبان مقالہ ڈاکٹر نجم الاسلام (ص ۱۴۷ ۔ ۱۶۳)	

اہم نکات

مکمل دلائل کے بغیر کسی روایت یا حقیقت کو تسلیم نہ کیا جائے ۔ تمام ممکنہ مواد کا مطالعہ کر کے ہی قلم اٹھائیں تاکہ موضوع کا بھرپور احاطہ کر سکیں ۔ استدلال کی بنیاد منطقیت اور حقیقت پر رکھی جائے ۔ مواد کی فراہمی کا اندازہ لگایا جائے۔ تحریر سنجیدہ ہو ، شاعرانہ اسلوب سے پرہیز کیا جائے ۔ لفظوں کے استعمال میں پوری احتیاط برتی جائے ۔ بات اہم ہو یا غیر اہم حق تحقیق ادا ہونا چاہیے ۔ بنیادی ماخذ سے رجوع کیے بغیر کوئی بات پیش نہ کی جائے ۔ ہر نئی بات کے لیے اس کے ماخذ کا حوالہ ضروری ہوتا ہے ۔

خود آزمائی :

۱۔ تحقیق میں کن امور کو مدنظر رکھنا چاہیے ؟ کیا آپ کسی ایسے تحقیقی مقالے کی نشاندہی کر سکتے ہیں جس میں ان اصولوں کو برتا گیا ؟

لازمی کتاب

۲۔ تحقیق اور تنقید کا باہمی رشتہ	۱) اردو میں اصول تحقیق ، جلد اول ، مرتبہ ڈاکٹر ایم سلطانہ بخش ، مقالہ ڈاکٹر سید عبداللہ . ص (۲۹ — ۳۸)
	۲) اردو میں اصول تحقیق ، جلد دوم ، مرتبہ ڈاکٹر ایم سلطانہ بخش ، مقالہ پروفیسر نگیندر ص ( )

۳) تحقیق اور اصول وضع اصطلاحات ، مرتبہ اعجاز راھی ، مقتدرہ قومی زبان، مقالہ مظفر علی سید ، ص (۱۶۵ - ۱۷۶)

۳۔ تحقیق کے مسائل:

۱) اردو میں اصول تحقیق جلد اول ، مرتبہ ڈاکٹر ایم سلطانہ بخش ، مقتدرہ قومی زبان ، ص (۱۹ - ۲۱)

۲) اردو میں اصول تحقیق جلد دوم ، مقالہ پروفیسر محمد حسن ص ( )

اہم نکات :

تحقیق تنقید ہی کا جزو لا ینفک ہے ۔ جب تک تحقیق حقائق کی مناسب چھان بین کر کے تصدیق کی مہر نہ لگا دے اس وقت تک ان حقائق سے نتائج کیوں کر نکالے جا سکتے ۔ یہ دونوں لازم و ملزوم ہیں ۔ تنقیدی شعور کے بغیر تحقیق کا کام ادھورا اور تحقیقی تجربے کے بغیر تنقید یا فنی تاثر کے ساتھ انصاف ممکن نہیں ۔ تحقیق کا سب سے پہلا اور بنیادی مسئلہ تحقیق متن اور تصحیح متن کا ہے ۔ تحقیق کے میدان میں ایک اور اہم کمی یہ بھی ہے کہ ابھی تک تحقیق کے بنیادی وسائل کی فراہمی کا کام مکمل نہ ہو سکا جس کی وجہ سے محقق طالب علم کو قدم قدم پر دشواریوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے ۔ تحقیق بڑی ذمہ داری اور ریاضت کا کام ہے اسے جھوٹی وفاداریوں اور رنجشوں سے پاک رکھ کر سنجیدگی اور وقار کے ساتھ تحقیق کے معیار کو بلند کیا جا سکتا ہے ۔

خود آزمائی :

۱- تحقیق میں تنقید کا مقام متعین کیجیے ؟

۲- کسی ایسے تحقیقی مقالے کی نشاندہی کیجیے جس میں تحقیق اور تنقید قدم بہ قدم چلتے نظر آتے ہیں ؟

یونٹ نمبر ۲

تحقیق کی قسمیں

یونٹ نمبر ۳

اقسام تحقیق

تعارف اور مقاصد :

اس یونٹ میں آپ تحقیق کی چند قسموں کے بارے میں مطالعہ کریں گے۔

تحقیق ایک جامع عمل ہے جو اپنی نوعیت کے اعتبار سے مختلف پہلوؤں کا حامل ہے۔ یہ پہلو اپنے مقاصد کے لحاظ سے اہم اور قابل توجہ ہیں۔ تحقیق کا پہلا مقصد نظریے کی نشوونما اور ارتقا ہے۔ اس قسم کی تحقیق نئے خیالات کو واضح طور پر متعین کرنے اور مقاصد زندگی کو سمجھنے میں ممد و معاون ثابت ہوتی ہے۔ اس کا دوسرا مقصد حقائق کو ایک جگہ اکٹھا کرنا ہے جو سروے اور خاص اطلاعات سے حاصل کی جاتی ہے۔ تحقیق کا تیسرا مقصد یہ ہے کہ اس کا تعلق فوری اور عملی مسائل سے ہو یا وہ محقق کو سمجھنے یا حل کرنے میں مدد دے سکے۔ ان مقاصد کو حاصل کرنے کے لیے ماہرین نے تحقیق کی مختلف قسمیں بیان کی ہیں جو خالص تحقیق یا اطلاقی / عملی تحقیق کے دائرے میں آتی ہیں۔ خالص تحقیق معلومات کے دائرے کو وسیع کرتی ہے اور اطلاقی و عملی تحقیق نتائج کی روشنی میں اسے پرکھتی ہے۔

خالص تحقیق کا مقصد معلومات کا دائرہ وسیع کرنا ہے۔ اس کے ذریعے بہت سے سوالات اور موضوع سے متعلق گوشوں کو منظر عام پر لانے سے تقریباً ایک نئی دنیا کی تلاش کا کام پورا ہو جاتا ہے اور محقق اس قول پر یقین رکھتا ہے کہ علم سب سے بڑا زیور ہے اور صداقت اعلی ترین قدر ہے۔

اطلاقی تحقیق (Applied Research) اس تحقیق میں صرف معلومات کی حصول یابی ہی اس کا مقصد نہیں ہوتا بلکہ نتائج کو عملی شکل میں مسائل کے حل کی صورت میں لایا جاتا ہے جو پہلے سے بنائے گئے اور بتائے گئے ضابطوں اور حدود میں رہ کر تحقیقی عمل کو جاری رکھتا ہے۔ بیانیہ تحقیق (Descriptive Research) اس قسم کی تحقیق میں موجودہ حالات، حقائق اور واقعات کو بعینیہ اس طرح واضح طور پر بیان کیا جاتا ہے جس طرح کہ وہ اپنی اصلی حالت میں رونما ہو رہے ہیں۔ اس قسم کی تحقیق سے حاصل شدہ ڈاٹا (Data) نئے اور اچھوتے پروگراموں کی نشان دہی کےلیے مفید اور کارآمد ہوتا ہے۔ اس تحقیق میں جو حقائق جمع ہوتے ہیں ان کے لیے متعلقہ اعداد و شمار کی جو زبان استعمال کی جاتی ہے اس کی وساطت سے نت نئے تجربات جنم لیتے ہیں اور مفروضات قائم ہوتے ہیں۔ تجرباتی تحقیق میں متغیرات کا مطالعہ ہوتا ہے۔ اس کے اثرات کا جائزہ بھی لیا جاتا ہے اور تجزیے کے پیچیدہ ترین طریقوں سے تحقیق کی مشکل منزلیں طے کی جاتی ہیں۔ تحقیق کی ایک اہم قسم موضوع کے اعتبار سے کی گئی ہے۔ اس سلسلے میں ادبی تحقیق آتی ہے۔ کلاسیکی زبان و ادب کا جدید حالات کی روشنی میں جائزہ اسی ذیل میں ہے۔ یہاں تدوین ادبی تحقیق کی رہنمائی کرتی ہے۔ تدوین کے سلسلے میں اصل مسئلہ متن کی شناخت کا ہے۔ تاریخی تحقیق کا تعلق بھی انسان کے اس تجسس اور تنقیدی فکر سے ہے جس کے تحت وہ مفروضے قائم کرتا ہے اور حقائق کی روشنی میں نتائج اخذ کرتا ہے۔ آپ اس کا تفصیلی مطالعہ یونٹ نمبر ٦ میں کریں گے۔ سائنسی طریقہ تحقیق میں کسی سوال کا جواب معلوم کیا جاتا ہے۔

دو یا دو سے زیادہ متغیرات (Variables) کے درمیان تعلقات کی آزمائش کے لیے یہ بہت مفید اور قابل اعتماد طریقہ ہے ۔

تحقیق کی ان تمام اقسام میں بنیادی باتیں مشترک ہیں ۔ یعنی نئے حقائق کی تلاش ، معتبر ماخذ سے سند حاصل کرنا حقائق کی چھان بین کے بعد ان کا تجزیہ کرنا اور اس سے نتائج حاصل کرنا وغیرہ ۔ عملی اور اطلاقی تحقیق ان نتائج سے مسئلے کا عملی حل تلاش کرتی ہے ۔ اس طرح سوالات ، مسائل اور ان کا حل ، ذہنی تصورات سے چل کر تجزیے اور مشاہدے کے باقاعدہ عمل میں تبدیل ہو کر نئے علوم کو جنم دیتے ہیں ۔

مقاصد

اس یونٹ کے مطالعے کے بعد آپ اس قابل ہو سکیں گے کہ :

۱۔ تحقیق کے بنیادی مقاصد سے واقفیت حاصل کر سکیں

۲۔ تحقیق کے مقاصد کو سمجھ کر مختلف اقسام تحقیق سے آگاہی حاصل کر سکیں ۔

۳۔ اپنی تحقیق کے لیے طریقہ کار کا انتخاب کر سکیں ۔

عنوان برائے مطالعہ :

تحقیق کی قسمیں

۱۔ خالص تحقیق
۲۔ اطلاقی/عملی تحقیق
۳۔ بیانیہ تحقیق
۴۔ تجرباتی تحقیق
۵۔ تاریخی تحقیق
۶۔ موضوعاتی تحقیق
۷۔ سائنسی تحقیق

لازمی کتب

۱) اردو میں اصول تحقیق جلد اول ، مرتبہ ڈاکٹر ایم سلطانہ بخش ، مقتدرہ قومی زبان ، اسلام آباد ص (۴-۱۸)
۲) لائبریری سائنس اور اصول تحقیق از سید جمیل احمد رضوی، مقتدرہ قومی زبان ص (۳۵ - ۵۸)

امدادی کتاب

تعلیمی تحقیق از ڈاکٹر احسان اللہ خان ، بک ٹریڈرز ، لاہور ، ص (۷۶ - ۱۰۷)

اہم نکات :

تحقیق کا اصل مقصد فطرت یا انسانی زندگی سے متعلق مسائل کا حل تلاش کرنا ہے ۔ تحقیق کسی مسئلے کے قابل اعتماد حل اور صحیح نتائج تک پہنچنے کا وہ عمل ہے جس میں ایک منظم طریقہ کار کے ذریعے حقائق کی تلاش ، ان کی چھان پھٹک اور پھر ان کے تجزیے سے نتائج مرتب کیے جاتے ہیں ۔ مختلف علوم کی ضروریات کے تحت تحقیق کے مختلف طریقہ کار وضع کیے گئے ہیں لیکن منزل سب کی ایک ہے ۔

خود آزمائی

۱۔ جن اقسام تحقیق کا آپ نے مطالعہ کیا ان میں مشترک اقدامات کی نشان دہی کیجیے ؟

۲۔ اپنی تحقیق کے لیے ان میں سے آپ کون سا طریقہ کار منتخب کریں گے ؟

یونٹ نمبر ۵

لسانیاتی تحقیق

یونٹ نمبر ۵

لسانیاتی تحقیق

تعارف اور مقاصد

یونٹ نمبر ۴ میں آپ نے سات مختلف طریقہ ہائے تحقیق کا مطالعہ کیا۔ اس یونٹ میں آپ لسانیاتی تحقیق کے اصول اور طریق کار کے بارے میں تفصیلی مطالعہ کریں گے۔

لسانیات علم کا ایک بہت اہم شعبہ ہے جس کا موضوع زبان کے مسائل ہیں۔ کسی زبان کو بولنا اور فصاحت سے بولنا ایک فن ہے، زبان کے اصول جاننا اور ان میں ایک نظام قائم کرنا ایک علم ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہر بولنے والا زبان کے اصول سے واقف نہیں ہوتا۔

اگلے زمانے میں لسانی تحقیق کی بنیاد ایک ہی زبان پر ہوتی تھی۔ ایک ہی زبان کے مطالعے سے جو نتائج نکلتے تھے انہی کی مدد سے انسانی زبان کے بعض مشترک اصول اور قوانین بھی قیاس کر لیے جاتے تھے۔ لیکن جدید تحقیق میں ہمہ گیر معلومات کی بنا پر (یہ معلوم کیا جائے کہ کسی ایک زبان کو دوسری سے کہاں تک تعلق ہے اور کس قسم کا ہے۔ اس طریقے میں نئی اور پرانی سب ہی زبانیں زیر تحقیق آئیں اور آ رہی ہیں) جو اصول قائم کیے گئے انہی اصولوں کو لسانیات کہتے ہیں۔

لسانی تحقیق میں محقق کو لازم ہے کہ وہ مقام یا جگہ، ملک کی زمین کی نوعیت اور خصوصیات، اس کی آب و ہوا کی کیفیت اور اثر، اس کے موسموں کے

تفاوت کا جائزہ لے ۔ کیوں کہ یہ سب چیزیں ملک کے بسنے والوں کے خصائل ، ان کے رسم و رواج کو متاثر کرتی ہیں اور زبان کی تشکیل میں ان سب کا حصہ بہت نمایاں ہے ۔ لہذا تحقیق کے سلسلے میں محقق کو ان مخصوص حلقوں میں جانا ہو گا۔ لسانی تحقیق میں حلقہ جاتی کام کی بڑی اہمیت ہوتی ہے ۔ اس کے لیے محقق کو ایک ایسے اطلاع کار کی ضرورت ہو گی جو اس مخصوص علاقے سے تعلق اور پوری واقفیت رکھتا ہو اور جو مفید مواد فراہم کرنے میں مدد دے سکتا ہو ۔ محقق کو اپنے مقالے کی تیاری کے لیے اپنے مخصوص علاقے کے لسانی حالات کا پورا پورا جائزہ لینا ہوتا ہے اور وہ جس زبان کے بارے میں تحقیق کر رہا ہے اس کے مختلف اسالیب اور ہیتوں کا مطالعہ اصولی انداز میں کرنا چاہیے ۔ اگر کسی حلقے کے مخصوص قلمی نسخوں کے بارے میں تحقیق کرنی ہو تو اس مخصوص رسم الخط سے پوری پوری واقفیت ضروری ہوتی ہے ۔ اس تحقیقی عمل میں جو باتیں کسی تحریری ماخذ سے حاصل نہیں ہو سکتیں انھیں وہاں کے مقامی لوگوں کے علم سینہ کے ذریعے حاصل کی جاتی ہیں ۔ اس سلسلے میں مقامی بولیوں اور سماجی لسانیات کے محقق کو اسکی مدد کے لیے ایک سے زیادہ اطلاع کار درکار ہونے ہیں جو قوم ، مذہب ، عمر ، جنس اور پیشے کے اعتبار سے مختلف ہوں ۔ اطلاع کار کی تربیت کا اہتمام بھی کیا جاتا ہے تاکہ وہ اپنے کام کے مقصد اور اہمیت سے آگاہ ہو سکے ۔ مواد کی فراہمی کے طریقے منظم اور سائنسی ہوں ۔ اس سلسلے میں کچھ اصول مقرر کیے جا سکتے ہیں اور کام کے لیے مدت کا تعین کیا جا سکتا ہے تاکہ اطلاع کار سہولت سے معلومات بہم پہنچائے ۔

لسانیاتی تحقیق میں عام طور پر تین طرح کا مواد فراہم کیا جاتا ہے ۔ ذخیرہ الفاظ ، فقرہ جات اور مختلف ساخت کے جملے ۔ اس کے علاوہ ایک سے زیادہ کہانیاں یا تقریر ، اسی مواد پر تحقیق کی تکمیل کا انحصار ہوتا ہے ۔ ذخیرہ الفاظ میں ان الفاظ کا استعمال صوتیات کے تجزیے کے لیے اور اصول و قواعد کے تعین کے سلسلے میں کیا جاتا ہے ۔ اس سلسلے میں چند باتیں ملحوظ رکھی جاتی ہیں کہ ذخیرہ الفاظ وسیع سے وسیع تر ہو ، جمع شدہ الفاظ کو ممکنہ حد تک زیادہ سے زیادہ حوالوں کے ساتھ استعمال کر کے جانچا جاتا ہے ۔ ایک ہی لفظ کے مختلف تلفظ ہونے کی صورت میں صحیح تلفظ کا تعین کثرت استعمال کی بنیاد پر کیا جاتا ہے ۔ جملوں کی فہرست بنائی جاتی ہے ۔ زبان کی وسعت اور ہمہ گیری کا اندازہ ایسی کہانی سے بھی ہو سکتا ہے جو عوام میں مقبول ہو ۔

لسانیاتی مواد کو محفوظ کرنے کے لیے دستی تحریر اور ٹیپ کرنے کے طریقے استعمال کیے جا سکتے ہیں ۔ جائزہ کاری کے لیے سوالنامے سے مدد لی جا سکتی ہے ۔ جائزہ کاری میں کسی مخصوص مسئلے پر مختلف لوگوں کے خیالات جمع کر کے ان کا آپس میں موازنہ اور ان سے نتیجہ اخذ کرنا اس تحقیقی عمل کا ایک اہم جزو ہے ۔ یہ عمل سوالنامے اور انٹرویو کے ذریعے ہو سکتا ہے ۔ سوالنامے ترتیب دیتے وقت تحقیق کا موضوع محقق کا رجحان اور تحقیق سے متعلق زمانے کو مدنظر رکھا جاتا ہے ۔

ان تمام اقدامات کے ذریعے حقائق کی چھان پھٹک کے بعد نتائج اخذ کیے جاتے ہیں ۔ مقالے کی پیش کش کے لیے وہی طریقہ کار ہے جو باقی اقسام تحقیق کے لیے مخصوص ہے ۔

مقاصد :

اس یونٹ کے مطالعے کے بعد آپ اس قابل ہو سکیں گے کہ :

۱- بنیادی مصادر اور ثانوی مصادر کی تفصیلات اور ان کے استعمال کے فرق کو جان سکیں -

۲- خارجی اور داخلی تنقید کے ذمہ دارانہ عمل سے آگاہ ہو سکیں -

۳- اپنی تحقیق کے دوران متعلقہ امور سے استفادہ حاصل کرنے کے قابل ہو سکیں -

عنوان و کتب برائے مطالعہ

دستاویزی تحقیق	لازمی کتاب
الف - طریق کار ب - ماخذ و مصادر کی جمع آوری ج - داخلی و خارجی تنقید د - اقسام	اردو میں اصول تحقیق جلد اول ، مرتبہ ڈاکٹر ایم سلطانہ بخش مقتدرہ قومی زبان ، اسلام آباد ص (۱۶۱ - ۱۹۷)

اہم نکات :

دستاویزی تحقیق میں ماخذ کی جمع آوری،بنیادی مصادر اور ثانوی مصادر کا استعمال ، مواد کی فراہمی اور چھان پھٹک ، دستاویز کی خارجی و داخلی تنقید بہت اہمیت رکھتے ہیں - اس تحقیقی عمل میں بہت محنت اور عرق ریزی درکار ہے - نیز محقق کو زبان و بیان کی نزاکتوں کا صحیح ادراک اور تنقیدی شعور ہو -

ہیں اور جائزے کے لیے مخصوص سوالنامے اور انٹرویو ہیں ۔ اس تحقیقی عمل میں محقق کو ان مخصوص حلقوں، عوامی اجتماعات اور زندگی کے تمام شعبوں سے مواد اور حقائق فراہم کرنے ہوتے ہیں تاکہ ان کی چھان بین کے بعد نتائج اخذ کیے جا سکیں ۔

خود آزمائی :

۱۔ لسانیاتی تحقیق کے اطلاع کاروں کے فرائض کا تعین آپ کن اصولوں کی روشنی میں کریں گے ؟

۲۔ مواد کے حصول کے لیے جو ذرائع استعمال ہوں گے ان میں محقق کا کیا رول ہے ؟

۳۔ ان یونٹوں کے مطالعے کے بعد کیا آپ نے اپنی تحقیق کے لیے کسی طریقۂ کار کا انتخاب کیا ؟

یونٹ نمبر ٦

دستاویزی تحقیق

یونٹ نمبر ٦

دستاویزی تحقیق

تعارف اور مقاصد :

اس یونٹ میں آپ دستاویزی تحقیق ، مآخذ ، مصادر کی جمع آوری ، خارجی اور داخلی تنقید اور دستاویزی تحقیق کی مختلف اقسام کے تفصیلی جائزے کا مطالعہ کریں گے ۔

دستاویزی تحقیق کو تاریخی تحقیق بھی کہا جاتا ہے ۔ تاریخ گذشتہ حالات و واقعات کا مربوط بیان ہوتا ہے ۔ چونکہ تحقیق کے اس طریقے میں دستاویزات اور ریکارڈز کا استعمال کیا جاتا ہے ۔ اس لیے اس کو دستاویزی تحقیق کہتے ہیں ۔ اس طریق تحقیق کا استعمال علم کے ہر شعبے میں کیا جا سکتا ہے ۔

تحقیق کے اس عمل میں انہی مراحل سے گزرنا پڑتا ہے جو دوسری قسم کی تحقیق میں مشترک ہوتے ہیں لیکن محقق چند ایسے مسائل سے دوچار ہوتا ہے جو اس کے موضوع کے ساتھ ساتھ مختص ہوتے ہیں ۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ خاص معیار اور اسلوب اختیار کرتا ہے ۔ اس طریق کار کے مختلف مدارج ہیں ۔

جس شعبہ علم میں تحقیق کی جانی مقصود ہو اس کے مختلف پہلوؤں کو سامنے رکھ کر مسئلے کی تشکیل کی جاتی ہے ۔ اس مرحلے پر ان مآخذ اور دستاویزات کو جمع کر کے استفادہ کیا جاتا ہے جن پر تحقیق کی بنیاد رکھی جاتی ہے ۔ عام طور پر دو قسم کے مصادر استعمال کیے جاتے ہیں ۔ ایک بنیادی مصادر اور دوسرے کو ثانوی مصادر کا نام دیا جاتا ہے ۔ بنیادی مصادر میں چشم دید شہادت موجود ہوتی ہے ۔ ان میں

ذاتی کاغذات ، دستاویزی ریکارڈ ، انٹرویوز ، خود نوشت سوانح عمریاں اور یادداشتیں ، تقریروں اور خطوط کے مجموعے اور سرکاری ریکاڈ وغیرہ شامل ہیں۔ ثانوی مصادر ان افراد کی شہادت کا ریکاڈ ہے جو چشم دید گواہ تو نہ تھے لیکن انھوں نے کسی وجہ سے اس کا ریکاڈ تیار کیا جن میں اقتباس ، نصابی کتب ، جنتریاں ، دائرۃ المعارف اور اطلاعات کے ایسے ہی کئی مصادر ہیں ۔ تحقیق کے عمل میں بنیادی ماخذ یا مصادر سے استفادے کو ضروری سمجھا جاتا ہے ۔

اس طریق تحقیق میں کئی قسم کے ریکاڈز اور مختلف قسم کے آثار سے بھی استفادہ کیا جاتا ہے ۔ مثلاً مقننہ ، عدلیہ اور انتظامیہ کی دستاویزات جو سرکاری ریکاڈز میں ہوتی ہیں ۔ ذاتی ریکاڈز میں ڈائریاں ، خود نوشت سوانح عمریاں ، خطوط اور مختلف قسم کے مسودات ، زبانی روائتیں ، تصویری ریکاڈز ، مطبوعہ مواد (اخبار ، کتابچے رسالے وغیرہ) میکانکی ریکارڈز (انٹرویو ، اجلاس) اور مخطوطے وغیرہ ۔ تاریخی تحقیق کرنے والوں کے لیے آثار قدیمہ اور سرکاری دستاویزات بڑی اہمیت کے حامل ہوتے ہیں ۔

ان مواد کی دستیابی مختلف مقامات اور مختلف ذرائع سے ہوتی ہے ۔ اس سلسلے میں حوالہ جاتی کتب ، کتب خانوں کی فہرستیں ، رسائل و جرائد کے اشاریے ، کتابیات ، تاریخی مواد سے متعلق تبصرے ، تحقیقی مقالات اور تحقیقی رسائل رہنمائی کرتے ہیں ۔ مواد کا ایک اہم ذریعہ آرکائیوز ( ) ہیں ۔ ذاتی اور انفرادی کوشش سے صاحب علم و فضل اور تجربہ کار لوگوں سے معلومات حاصل ہو سکتی ہیں یا

وہ نشاندہی کر سکتے ہیں ۔ مواد کی فراہمی اور تلاش کا مرحلہ بہت صبر آزما ہوتا ہے ۔ یہ منزل مستقل مزاجی ، قوتِ ارادی اور مسلسل کوشش سے حاصل ہوتی ہے۔

مصادر کی جمع آوری کے بعد ان میں سے قابل اعتبار مواد نکال لیا جاتا ہے اور ان پر خارجی و داخلی تنقید کا عمل شروع ہوتا ہے ۔ خارجی جانچ پرکھ میں یہ معلوم کرنا ضروری ہے کہ دستاویز اصلی ہو ، معتبر ہو ، سند قابل قبول ہے یا نہیں ۔ اس کے علاوہ مصنف ، مقام تصنیف اور سال تصنیف کے بارے میں معلومات کی جانچ کی جاتی ہے ۔ کسی دستاویز کو اصل صورت میں لانے کے لیے اکثر اوقات بہت محنت اور عرق ریزی سے سراغ رسانی کا کام کرنا پڑتا ہے اور کئی سوالات کے تشفی بخش جواب معلوم کرنے پڑتے ہیں ۔

جب دستاویز خارجی تنقید کے مرحلے سے گزر جاتی ہے تو داخلی تنقید کا عمل شروع ہوتا ہے کہ جو بیانات دیے گئے ہیں ان کی قدر و قیمت کیا ہے ؟ بیانات کس حد تک درست ہیں ؟ یہ حصہ متنی تنقید کا ہوتا ہے جس میں مندرجات پر اعتماد یا عدم اعتماد کا اظہار کیا جاتا ہے ۔ اس سلسلے میں مخطوطات کا مطالعہ کرنے کے لیے محقق کی ان خطوں سے واقفیت ضروری ہے ۔ ایک ایک لفظ پڑھنے اور سمجھنے کے لیے کافی وقت درکار ہوتا ہے ۔ اس کے علاوہ زبان و بیان کی نزاکتوں کا صحیح ادراک بھی محقق کیلئے ضروری ہوتا ہے ۔

سوانح حیات ، اداروں اور تنظیموں کی تاریخ ، ذرائع اور اشرات کی تاریخ ، ترتیب و تدوین ، نظریاتی تاریخ اور کتابیات کی تدوین، دستاویزی تحقیق کی اقسام ہیں ۔

مقاصد :

اس یونٹ کے مطالعے کے بعد آپ اس قابل ہو سکیں گے کہ :

۱۔ لسانیاتی تحقیق میں حلقہ جاتی کام کی اہمیت اور طریقہ کار سے آگاہ ہو سکیں ۔

۲۔ لسانیاتی تحقیق کے سلسلے میں مواد کی فراہمی کے طریق کار سے آگاہی حاصل کر سکیں ۔

۳۔ ان علومات کی روشنی میں عملی طور پر تحقیق کرنے کے قابل ہو سکیں ۔

کتب برائے مطالعہ

لسانیاتی تحقیق	لازمی کتاب
الف ۔ حلقہ جاتی کام اور اس کی اہمیت ب ۔ مواد کی فراہمی ج ۔ عوامی ادب کے اطلاع کار د ۔ جائزہ کاری کے لیے مخصوص سوالات	اردو میں اصول تحقیق ، جلد دوم ، مرتبہ ڈاکٹر ایم سلطانہ بخش ، مقتدرہ قومی زبان، اسلام آباد ، مقالہ ڈاکٹر عبدالستار دلوی ، ص ( )

اہم نکات :

لسانیات علم کا ایک اہم شعبہ ہے ۔ کسی زبان کا بولنا ایک فن ہے اور زبان کے اصولوں کو جاننا اور ان میں تنظیم پیدا کرنا ایک علم ہے جو لسانیات کہلاتا ہے ۔ لسانی تحقیق میں حلقہ جاتی کام کی بہت اہمیت ہے جس کے لیے مواد کی فراہمی کے کئی طریقے

خود آزمائی :

۱- بنیادی ماخذ اور ثانوی ماخذ کے استعمال کے فرق کو مثالوں سے واضح کیجیے ؟

۲- " دستاویز پر داخلی و خارجی تنقید ایک اہم اور ذمہ دارانہ کام ہے " اپنی رائے دیجیے ؟

۳- دستاویزی تحقیق کا مطالعہ آپ کے تحقیقی منصوبے میں کس حد تک معاون ثابت ہو گا ؟

یونٹ نمبر ۷

متن ، روایت متن اور تالیف متن

یونٹ نمبر ۷

متن ، روایت متن اور تالیف متن

تعارف اور مقاصد :

اس یونٹ میں آپ متن ، روایت متن اور تالیف متن کے بارے میں مطالعہ کریں گے ۔ " متن+ (Text) کسی ایسی عبارت (تحریر) یا نقوش کو کہتے ہیں جن کی قرات یا معنوی تفہیم ممکن ہو" ۔

جس مطبوعہ یا غیر مطبوعہ تحریر کو مرتب کیا جاتا ہے ۔ اسے متن کہتے ہیں ۔ متن کے لیے ضروری ہے کہ وہ تحریر ہو ۔ ہند و پاکستان میں سینکڑوں لوک کہانیاں اور لوک گیت ایسے ہیں جو کبھی شرمندۂ تحریر نہ ہوئے لیکن آج تک انسانی سینوں میں محفوظ ہیں ۔ اگر کوئی شخص انہیں مرتب کرنا چاہتا ہے تو ہمارے نقطۂ نظر سے وہ متن نہیں ہوں گے ۔ متنی تنقید کے لیے صرف وہ متن ہو گی جو ہم تک تحریر کی شکل میں پہنچی ہے ۔ یہ تحریر کاغذ پر مطبوعہ یا غیر مطبوعہ ، مختلف دھات کے ٹکڑوں ، مٹی یا لکڑی کی بنائی ہوئی لوحوں بتوں اور پتھروں یا چمڑوں چٹانوں وغیرہ کسی بھی چیز پر ہو سکتی ہے ۔ متن نظم بھی ہو سکتا ہے اور نثر بھی ۔ متن ہزاروں سال قدیم بھی ہو سکتا ہے اور ہمارے عہد کے کسی مصنف کی تحریر بھی ۔ اس کے لیے زمانے اور وقت کی قید نہیں ۔ ہزاروں صفحات پر پھیلی ہوئی یا ایک صفحہ کی مختصر سی تحریر ، دونوں متن ہو سکتے ہیں ۔

+ اصول تحقیق و ترتیب متن از ڈاکٹر تنویر احمد شعبۂ اردو ، دہلی یونیورسٹی ۱۹۷۷ء ، ص ۔ ۱۷

قدیم مشرقی اور مغربی زبانوں کا کلاسیکی ادب زیادہ تر مخطوطات کی صورت میں ملتا ہے اور انہی قلمی نسخوں کی مدد سے ان کی ہیئت اور حدود تک رسائی ممکن ہے ۔ مصادر کے لحاظ سے بھی متن مختلف الحیثیت ہوتے ہیں ۔ بعض متنوں کی قلمی یا مطبوعہ صورت میں صرف ایک روایت دستیاب ہوتی ہے اور بعض کے متعدد قلمی نسخے ملتے ہیں اور بعض متنوں کے قلمی نسخے مختلف رسم الخط میں ملتے ہیں ۔ معلومہ قلمی نسخوں میں سب سے اہم وہ قلمی نسخے ہو سکتے ہیں جو خود مولف کے قلم کے مرہون منت ہوں اور جن کے بارے میں داخلی و خارجی شہادت موجود ہو کہ یہ صاحبِ تصنیف کا اپنا خطی نسخہ ہے ۔ ایسے کسی نسخے میں موجود متن کو " اساسی متن " قرار دیا جا سکتا ہے ۔ دوسرے درجے پر ایسے قلمی نسخے آ سکتے ہیں جو مصنف کی نظو سے گزر چکے ہوں (شہادت موجود ہو) یا مصنف کی ایماء سے بڑے اہتمام کے ساتھ تیار کیے گئے ہوں یا جن کی تیاری میں مصنف کے کسی عزیز شاگرد ، مرید یا دوست کا ہاتھ رہا ہو ، ایسے متن کو فرقِ مراتب کے ساتھ " استنادی متن " کہا جا سکتا ہے ۔ اس کے مقابلے میں دوسرے ایسے قلمی نسخوں کے متن کو جنہیں مستند قرار دیا جائے "استشہادی متن " کہنا مناسب ہو گا ۔

مطبوعہ نسخوں میں بھی قدیم و جدید اور درجہ استناد کے اعتبار سے اہم اور غیر اہم کا فیصلہ انہی اور ایسے ہی باوثوق شواہد کی روشنی میں کیا جا سکتا ہے ۔ جن متنوں کی کتابت شدہ روایت اور پروف کاپیوں کی تصحیح خود مصنف نے کی ہو ، اسے مطبوعہ روایتوں میں " اساسی متن " کا درجہ دیا جا سکتا ہے ۔ لیکن اس کی چھان بین میں بڑے حزم و احتیاط کی ضرورت ہے ۔ اس کے ساتھ ان روایتوں (مطبوعہ) کی اہمیت زیادہ ہو گی جو صاحبِ متن کے قریب تر افراد یا زمانے سے تعلق رکھتی

ہوں ، ان کو " استنادی متن " قرار دیا جا سکتا ہے ۔ دیگر مطبوعہ شکل میں نسبتاً زیادہ معتبر متن کو " استشہادی روایت " کا درجہ دیا جا سکتا ہے ۔

ہر متن ایک مستقل وجود ہے اور اپنی مختلف روایتوں کی شکل میں ایک سے زیادہ ذیلی وجود رکھتا ہے ۔ ایسی صورت حال میں متنوں کی صحیح ہئیت اور جدید روایت کا تعیّن ایک نہایت مشکل مگر نتیجہ خیز کام ہے جس کے لیے غیر معمولی سطح پر ذہنی کاوش اور جزئیات کی تلاش کا اہتمام ضروری ہوتا ہے ۔ اس کے بغیر حقیقت تک رسائی ممکن نہیں ۔

روایتیں تقریری بھی ہو سکتی ہیں اور تحریری بھی ، دونوں صورتوں میں روایت و درایت کے اصولوں کے تحت ، روایت کی صحت و عدم صحت کے بارے میں کوئی فیصلہ کیا جا سکتا ہے ۔

زبانی تقریر کے مقابلے میں " تحریر " روایت کی اصل صورت کے تحفظ کا بڑا ذریعہ ہے لیکن نقل در نقل روایت کی صورت میں ان جانے میں بہت سی تبدیلیاں راہ پا جاتی ہیں ۔ کبھی خود مصنف بھی غیر ارادی طور پر کچھ کا کچھ لکھ جاتا ہے جو اس کا مقصد نہیں ہوتا ۔ یہی صورت کاتب کے ساتھ بھی پیش آ سکتی ہے ، کبھی غلطی خود روایت نگار کرتا ہے اور کبھی وہ کسی دوسری روایت یا نسخے سے ماخذ ہوتی ہے ۔ جس کے باعث یہ دیکھنے میں آتا ہے کہ ایک ہی قسم کی تبدیلی یا غلطی ایک سے زیادہ روایتوں میں ملتی ہے ۔ یہ تبدیلیاں مختلف قسم کی ہیں :۔

ترمیم : نا معلوم اسباب کے تحت ہونے والی تبدیلیاں جن میں سہو نظر اور لغزش قلم بھی شامل ہیں۔

تعبیر : جس میں مبہم الفاظ کی وضاحت کے لیے کسی عبارت کو بڑھایا گیا ہو۔

تنسیخ : جس میں جان بوجھ کر کسی متن یا اجزائے متن کو منسوخ کیا گیا ہو۔

تصحیح : صاحبِ متن نے خود اپنی خواہش کے مطابق عبارت میں تبدیلی کی ہو۔

تصحیف : صاحبِ متن کے علاوہ کسی اور شخص نے متن یا اجزائے متن میں دانستہ تبدیلی کی ہو۔

غلط انتساب : کبھی مصنف ارادتاً اپنی تصنیف کو از راہ عقیدت دوسرے کے نام کر دیتا ہے۔ کبھی مصنفوں یا کتابوں کے ناموں کی مشابہت اور کبھی طرز ادا، خیالات، بحور و اوزان کی یکسانی اور کبھی خاص مقصد کے لیے بھی تبدیلی کی جاتی ہے۔

صورتِ حال خواہ کچھ بھی ہو، متنی حقائق کی جستجو کا مقصد متن کی صحیح حدود اور روایتوں کا تعین ہے۔ اس کا فیصلہ کرنے کے لیے کہ متن میں کس نوعیت کی غلطی کہاں موجود ہے؟ گہری چھان بین، تقابلی مطالعہ اور نظرداری کی ضرورت ہے۔

اگر کسی روایت کے ایک سے زیادہ قلمی یا مطبوعہ ماخذ موجود ہوں اور ان کے زمانۂ تحریر کا تعین داخلی اور خارجی شہادتوں کی مدد سے ممکن ہو تو Gradation of Text کے اصول پر ان کے درجۂ استناد کا فیصلہ کیا جا سکتا ہے۔

تحقیق کا ایک نہایت اہم دائرہ کار متن کی تحقیقی تدوین یا ترتیب ہے جو کسی روایت یا روایتوں کی محض جمع آوری و ترتیب دہی کے کام سے بہ مختلف ہے۔ یہ کام اساسی حیثیت رکھتا ہے۔

قدیم متنوں میں قرأت متن کا مسئلہ خصوصیت کے ساتھ اہم اور دشوار طلب ہے۔ اس سلسلے میں کسی متن کی تقابلی روایتیں، مختلف ملکوں کے باہمی روابط کو سمجھنے میں مدد دیتی ہیں۔ اس کے علاوہ بہت سی مشتبہ یا مبہم روایتوں کی تفہیم میں بھی ان سے بڑی مدد مل سکتی ہے۔ لفظ کی صحیح شکل کا تعین بسا اوقات تقابلی مطالعے کی روشنی میں آسان ہو جاتا ہے۔

متن کی تقابلی روایتوں کے مطالعے سے نہ صرف یہ کہ متن کی قرآت، تحقیقی تصحیح اور تعین روایت میں مدد ملتی ہے بلکہ اس کی حدود کا تعین بھی آسان ہو جاتا ہے، داخلی اور خارجی شواہد کی روشنی میں بھی مطالعہ متن کی الحاقی یا اضافی روایتوں کی نشان دہی میں معاون ہوتا ہے۔

تالیف متن سے مراد مآخذ کی جستجو اور معیار بندی ہے، جس کے لیے وسائل و مصادر کی طرف رجوع ایک ناگزیر صورت ہے۔ اس لیے کسی متن کو تحقیقی طور پر مرتب کرنے کے لیے سب سے پہلا اور ضروری کام ایسے مآخذ کی جستجو اور اسانید کی دریافت ہے جن پر اس متن کی اساس قائم کی جا سکے اور جن کی مدد سے اس سے متعلق دوسرے ضروری مسائل کی تحقیق اور توجیہہ ممکن ہو سکے۔ بدقسمتی سے ہمارے ہاں وسائل کی کمی نے محققین کی دشواریوں میں اضافہ کر دیا ہے۔ وہ اپنے مطلوبہ مواد اور متعلقہ مصادر تک رسائی حاصل نہیں کر سکتے۔ ایسے کتاب خانے بہت کم ہیں جن کی توضیحی فہرستیں چھپ گئی

ہوں ۔ تاہم اجمالی فہرستوں سے کم و بیش ضروری ماخذوں کا علم ہو جاتا ہے ۔ لیکن وضاحتی فہرستوں کی عدم موجودگی میں یہ جاننا دشوار ہوتا ہے کہ کسی مخطوطے یا مطبوعہ نسخے کی اہمیت اس موضوع تحقیق سے متعلق کیا ہے یا پھر کیا ہو سکتی ہے ۔ اگر کسی نسخے کے بارے میں صحیح معلومات حاصل ہو جائیں تو اس کی طرف رجوع اور اس سے استفادے میں سہولت رہتی ہے ۔ موضوع سے متعلق اہم نسخوں کے مقابلے میں غیر اہم نسخوں پر ایک سرسری نظر ڈالنا بھی بعض حالتوں میں کافی ہو سکتا ہے لیکن اسے کلیۃً نہیں بنایا جا سکتا۔

دوسروں کی فراہم کردہ معلومات اور اطلاعات بھی مفید ہو سکتی ہیں لیکن کسی تحریر یا متن کا ذاتی مطالعہ کبھی کبھی نہایت اہم اور غیر متوقع نتائج تک پہنچا دیتا ہے ۔ بڑے بڑے کتب خانوں کے علاوہ ممکن ہو تو ذاتی ذخیروں سے استفادہ کیا جا سکتا ہے ۔

کسی موضوع سے متعلق مصادر تک رسائی کے لیے کتب خانوں کی فہرست کے مطالعے کے علاوہ اشاعتی اداروں کی فہرستوں پر بھی ایک نظر ڈالنا مفید ہو سکتا ہے۔ اس سے معلوم ہو جاتا ہے کہ اس موضوع پر یہ کتابیں اشاعت پذیر ہو چکی ہیں ۔

بعض علمی مقالوں اور تحقیقی کتابوں کے ماخذ اور حواشی پر نظر ڈالنے سے بھی ، مطبوعہ ماخذ کی دریافت میں سہولت ہو سکتی ہے ۔ اس کے علاوہ مختلف موضوعات پر تحقیق اور ترتیب کے سلسلے کا ضروری اور کبھی کبھی بہت اہم مواد تحقیقی صحیفوں اور علمی جریدوں میں بکھرا ہوا مل جاتا ہے ۔

بعض اہل علم حضرات سے مشورہ یا خط و کتابت بھی کبھی گراں قدر معلومات یا اہم دریافتوں تک رسائی کا ذریعہ بن جاتی ہے ۔

معلومات کے تمام وسائل اور تفہیم کے تمام ممکن ذرائع تک رسائی اور ان کے مطالعے کے بعد اساسی ماخذ دیلی ، ضمنی اور اضافی ماخذ علیحدہ کر لیے جائیں ۔ اساسی ماخذ کا اطلاق ان مصادر پر ہو سکتا ہے جن کا موضوع سے براہ راست تعلق ہو یا جن سے رجوع اور استفادے کے بغیر ، اس متن کی تحقیق و ترتیب ممکن نہ ہو ۔ اگر کسی متن کے متعدد نسخے موجود ہوں تو ان سے حسبِ ضرورت استفادہ کیا جا سکتا ہے ۔ لیکن صرف اہم اور قدیم نسخے ہی متن کی اساس بنائے جا سکتے ہیں ۔

ترتیب متن کا کام سائنسی نہ ہوتے ہوئے بھی ایک سائنسی طریق کار کا تقاضا کرتا ہے ۔ اس کے لیے ذہنی تربیت کی ضرورت ہے ۔

مقاصد :

اس یونٹ کے مطالعے کے بعد آپ اس قابل ہو سکیں گے کہ :

۱۔ تحقیق تدوین یا ترتیب کے عمل میں متن اور روایت متن کے مفاہیم اور اہمیت سے آگاہ ہو سکیں ۔

۲۔ تالیفِ متن کے سلسلے میں اہم اقدامات سے آگاہی حاصل کر سکیں ۔

۳۔ عملی تحقیق میں ان امور سے استفادہ کر سکیں ۔

عنوان برائے مطالعہ

(۱) متن اور روایت متن

الف ۔ متن کیا ہے
ب ۔ روایت متن کا تعین
ج ۔ اساسی متن
د ۔ استنادی متن
ھ ۔ استشہادی متن

لازمی کتب

اردو میں اصول تحقیق جلد اول ، مرتبہ ڈاکٹر ایم سلطانہ بخش ،مقتدرہ قومی زبان ، اسلام آباد

ص (۳۴۹ - ۳۶۲)
ص (۳۰۵ - ۳۳۰)
ص (۲۸۳ - ۳۰۴)

اہم نکات

ایسے موجود متن کو جو صاحبِ تصنیف کا اپنا خطی نسخہ ہو ، اساسی متن قرار دیا جا سکتا ہے ۔ ایسے نسخے جو یا تو مصنف کی نظر سے گذر چکے ہوں یا کسی عزیز یا دوست یا شاگرد کی نگرانی میں تیار ہوئے ہوں، ایسے متن کو استنادی متن اور دوسرے ایسے قلمی نسخوں کو جنہیں مستند قرار دیا جائے وہ استشہادی متن کہلائے جا سکتے ہیں ۔

خود آزمائی

۱۔ روایتِ متن کے تعین کی ضرورت کیوں پیش آتی ہے ؟

۲۔ ایک ہی مخطوطے کے کئی قلمی نسخے ہوں تو روایت کا تعین کیسے کیا جائے گا؟

۳۔ روایت کے تعین سے تحقیق تدوین میں کیا مدد ملتی ہے ؟

(۲) تالیف متن

الف ۔ ماخذ کی جستجو اور اسانید کی دریافت

ب ۔ مصادر اور وسائل کی طرف رجوع

لازمی کتاب

اردو میں اصول تحقیق، جلد اول ، مرتبہ ڈاکٹر ایم سلطانہ بخش ،مقتدرہ قومی زبان ، اسلام آباد

ص (۳۲۸ - ۳۳۱)

ص (۳۰۵ - ۳۳۰)

اہم نکات

کسی متن کو تحقیقی طور پر مرتب کرنے کے لیے سب سے پہلا اور ضروری کام ایسے ماخذ کی جستجو اور اسانید کی دریافت ہے ، جن پر اس متن کی اساس قائم کی جا سکے اور جن کی مدد سے اس سے متعلق دوسرے اضافی مسائل کی تحقیق اور توجیہہ ممکن ہو سکے ۔

خود آزمائی

۱۔ مصادر اور اسانید کی تلاش اور دریافت کیوں ضروری ہے ؟

۲۔ مصادر اور ماخذ کی تلاش میں محقق کو کن مشکلات سے گزرنا پڑتا ہے ؟

یونٹ نمبر ۸

تحقیق اور تنقید متن

یونٹ نمبر ۸

تحقیق اور تنقید متن

تعارف اور مقاصد

اس یونٹ میں آپ تحقیق متن اور تنقید متن کے بارے میں مطالعہ کریں گے ۔ کسی مخطوطے کی تصحیح و ترتیب بہت اہم لیکن حقیقتاً نہایت دقت طلب اور دشوار عمل ہے ۔ کسی مخطوطے کو مرتب کرنے کا مقصد محض ایک کتاب کو گمنامی سے نکال کر شائع کر دینا نہیں ، بلکہ مصنف کے اصل افکار ، انداز تحریر اور زبان تک پہنچنا اور ایک صحیح نسخہ تیار کرنا ہے ۔ متن کی تصحیح کے لیے ذہن کی باقاعدہ اور ماہرانہ مشق درکار ہے ۔

نسخے یا مخطوطے عموماً تین قسم کے ہوتے ہیں :۔

۱۔ خود مصنف کے ہاتھ کا لکھا ہوا یا مصنف کی فرمائش سے لکھا ہوا اور مصنف کا تصحیح کیا ہوا نسخہ ۔

۲۔ مصنف کے زمانے کے بعد کے نسخے ، جو مصنف کے نسخے سے نقل کیے گئے ہوں ۔

۳۔ ان نقلوں کی نقلیں ۔

تحقیق و تصحیح کا کام دراصل اسی آخری شق کے نسخوں کے سلسلے میں ہے ۔ کیوں کہ نقل در نقل شدہ نسخوں میں زیادہ غلطیوں کے راہ پانے کے امکانات ہوتے ہیں لیکن خود مصنف کے ہاتھ کا لکھا ہوا نسخہ بھی غلطیوں سے پاک نہیں ہو سکتا۔ اس کے علاوہ لکھنے میں الفاظ چھوٹ جاتے ہیں ، مکرر لکھ جاتے ہیں اور کبھی کبھی غلط بھی تحریر ہو جاتے ہیں ، مگر غلطیوں

کے باوجود مصنف کے خود نوشت نسخے کی اہمیت مسلمہ ہے ۔ اس کی موجودگی سے کام بہت آسان ہو جاتا ہے ۔ اس کی عدم موجودگی کی صورت میں اس سے قریب ترین نسخہ کو معتبر مانا جاتا ہے ۔ بعض اوقات کسی کتاب کا صرف ایک ہی نسخہ موجود یا معلوم ہوتا ہے، ایسی صورت میں اس کی تصحیح و ترتیب کا کام نسبتاً مشکل ہو جاتا ہے۔

تحقیق و تصحیح متن کے لیے ضروری ہے کہ محقق طرزِ املا و تاریخِ خط سے واقف ہو، اس کے بغیر وہ نسخوں کی قدامت کا تعیّن نہیں کر سکتا۔ طرزِ خط سے پورے طور پر واقف ہونے کے لیے خطاطوں کے تذکروں سے استفادہ ضروری ہے ۔ قلمی نسخے کی قدروقیمت کے تعین میں بھی خطاطوں کے تذکروں سے مدد مل سکتی ہے ۔ طرز خط اور طریقِ املا سے واقفیت کے ساتھ ساتھ کاغذ اور روشنائی کی پہچان بھی محقق کے لیے ضروری ہے ۔ محقق متن کو عہد بہ عہد کی زبان سے واقف ہونا چاہیے تاکہ مصنف کے دور کے تعیّن میں آسانی ہو ۔ شعری مخطوطے کی تحقیق و تصحیح کے لیے محقق کا فن شاعریِ اور عروض سے پورے طور پر واقف ہونا بھی ضروری ہے ۔ اس کے بغیر وہ قدیم متنوں کی تصحیح خاطر خواہ نہیں کر سکتا۔

تنقیدِ متن اپنی نوعیت اور مقصد کے اعتبار سے ادبی تنقید سے مختلف ہے ۔ تنقیدِ متن میں متن سے متعلق خارجی اور داخلی حقائق سے گفتگو کی جاتی ہے اور متن کی تحقیقی اہمیت اور ترتیب متن کے نقطہ نظر سے اس کی افادیت پر کوئی فیصلہ دیا جاتا ہے ۔ تنقید متن کے لیے معروضی اور موضوعی دونوں طرح کا مطالعہ ضروری ہے ۔ معروضی مطالعہ ، متنی معارض اور متنی مواقف کے تحت ہو سکتا ہے ۔ متنی معارض سے مراد کسی

نسخے کی ہئیت ، اس کی تقطیع ، مسطر ، تعداد اوراق یا صفحات، خالی ورق یا صفحے (اگر ہوں) کاغذ ، قلم ، روشنائی ، رسم کتابت ، تزئین ، مہریں اور دستخط جیسے امور موضوع بحث ہوتے ہیں ۔ نو دریافت متن کی صورت میں ، اس کی دریافت اور اس سے متعلق ضروری باتیں بھی اس ضمن میں آ سکتی ہیں ۔

متنی مواقف میں نسخہ کے مشتملات اور شعری متون کی صورت میں مختلف اصنافِ سخن کا ذکر ، اصلاحات ، قلم زد سطور یا منسوخ اشعار نیز زمانہ تالیف ، تاریخ کتابت ، تکملہ ، خاتمہ ، تتمہ ، ترقیمہ ، تعلیقات وغیرہ میں سے جو اس متن میں شامل ہوں اس پر مناسب بحث کی جاتی ہے ۔

موضوعی مطالعے میں متنی معارف ، متنی مصادر اور متنی محاسن شامل ہیں ۔ متنی معارف میں متنی شواہد اور عصری معلومات کو رکھا جا سکتا ہے ۔ متنی مصادر میں کتب و رسائل اور وسیلہ ہائے معلومات کا ذکر کیا جا سکتا ہے ۔ متنی محاسن میں اسلوب نگارش پر خالص علمی نقطہ نظر سے گفتگو کی جاتی ہے ، اس میں اساسی مسئلہ لسانیاتی مطالعہ ہے ۔ کسی تصنیف کا اپنے زمانے کے تعیّن میں لسانی مطالعے سے بڑی مدد ملتی ہے ۔

مقاصد

اس یونٹ کے مطالعے سے آپ اس قابل ہو سکیں گے کہ :

۱۔ تحقیق و ترتیب متن کے اُن امور سے آگاہی حاصل کر سکیں جو اساسی اہمیت کے حامل ہیں ۔

۲۔ متنی تنقید کے طریقۂ کار سے واقفیت حاصل کر سکیں ۔

۳۔ عملی تحقیقِ تدوین میں ان امور سے رہنمائی حاصل کر سکیں ۔

عنوان برائے مطالعہ		لازمی کتب
(۱) تحقیق متن	:	۱۔ اردو میں اصول تحقیق، جلد اول، مرتبہ ڈاکٹر ایم سلطانہ بخش مقتدرہ قومی زبان اسلام آباد ص (۳۰۵ – ۳۳۲) ص (۲۸۳ – ۳۰۳)
(۲) تنقید متن	:	۱۔ اردو میں اصول تحقیق جلد اول، مرتبہ ڈاکٹر ایم سلطانہ بخش مقتدرہ قومی زبان، اسلام آباد ص (۳۴۹ – ۳٦۲)
		۲۔ اردو میں اصول تحقیق جلد دوم، مرتبہ ڈاکٹر ایم سلطانہ بخش، مقتدرہ قومی زبان، اسلام آباد مقالہ ڈاکٹر محمد حسن

اہم نکات

کسی مخطوطے کو مرتب کرنے کا مقصد محض ایک کتاب کو گمنامی سے نکال کر شائع کر دینا نہیں بلکہ مصنف کے اصل افکار، انداز تحریر اور زبان تک پہنچنا ہے — تحقیق و تصحیح متن کے لیے محقق کو طرز املا، تاریخ خط اور طرز خط سے پوری واقفیت ہونی چاہیے — اس کے علاوہ عہد بہ عہد کی زبان سے واقفیت، مصنف کے دور کے تعین میں ممد و معاون ہوتی ہے —

تنقید متن اپنی نوعیت اور مقصد کے اعتبار سے ادبی تنقید سے مختلف ہے - اس میں متن سے متعلق خارجی اور داخلی حقائق سے گفتگو کی جاتی ہے - تحقیقی اہمیت اور ترتیب متن کے نقطہ نظر سے اس کی افادیت پر کوئی فیصلہ دیا جاتا ہے -

خود آزمائی

۱- کسی مخطوطے کو مرتب کرنے کے لیے محقق میں کن باتوں کا خیال رکھنا چاہیے ؟

۲- تنقید متن کے مختلف مدارج کی نشان دہی کیجیے ؟

۳- کسی مرتب شدہ متن کا مطالعہ کیجیے اور بتائیے کہ اس میں تحقیق و ترتیبِ متن کے ان امور کو مدنظر رکھا گیا جن کا مطالعہ آپ نے اس یونٹ میں کیا ہے ؟

یونٹ نمبر ۹

تصحیح متن ، حوالہ اور صحت متن

یونٹ نمبر ۹

تصحیح متن، حوالہ اور صحت متن

تعارف اور مقاصد

اس یونٹ میں آپ تصحیح متن کے سلسلے میں نسخوں کا حصول اور نسخوں کے مراتب اور ان کی تصحیح کے طریقے، حوالہ اور صحتِ متن کے بارے میں معلومات حاصل کریں گے۔

متن کی تحقیق و تصحیح میں سب سے پہلا کام یہ ہے کہ محقق تمام موجودہ نسخوں کا جو مختلف کتب خانوں میں ہیں، پتا لگاتا ہے اور پھر ان کے حصول کی کوشش کرتا ہے۔ اس سلسلے میں کتب خانوں کے مطبوعہ کیٹلاگوں سے خصوصاً مدد مل سکتی ہے۔ مختلف نسخوں کا پتہ لگانے کے لیے کیٹلاگوں سے ان کے متعلق تھوڑی بہت معلومات بھی حاصل ہو جاتی ہیں۔ محقق کا ہر نسخے تک پہنچنا اگر ناممکن نہیں تو مشکل ضرور ہے، ایسی صورت میں ان کی مائکرو فلم یا روٹو گراف وغیرہ حاصل کیے جا سکتے ہیں۔

تمام ممکن الحصول نسخوں کا ایک دوسرے سے مقابلہ یا موازنہ کر کے محقق چند قابل اعتماد نسخوں کا انتخاب کرتا ہے۔ تاکہ ایک صحیح متن تیار کیا جا سکے۔ ہر نسخے کی اپنی خصوصیت ہوتی ہے۔ گہرے اور مسلسل مطالعے سے ان خصوصیات کا پتہ لگایا جا سکتا ہے۔ ان خصوصیات کو معلوم کرنا اور انہیں سمجھنا تحقیق و تصحیح متن کا ایک لازمی جزو ہے۔

تمام حاصل شدہ نسخوں کا مطالعہ و مقابلہ کر لینے کے بعد ایک نیا اور صحیح نسخہ مرتب ہوتا ہے۔ روایتوں کا اختلاف حاشیہ میں درج کیا جاتا ہے۔ دو یا دو سے زائد نسخوں کی صورت میں کسی ایک کو بنیاد بنایا جاتا ہے۔ اگر مصنف کا خود نوشتہ نسخہ ہو تو اسی کو

بنیاد بنایا جاتا ہے ۔ دوسرے نسخوں سے بنیادی نسخے کا مقابلہ اور اس کی غلطیوں کی تصحیح کی جاتی ہے لیکن کسی ایک مخطوطے کو خواہ وہ کتنا ہی قدیم اور قابل اعتماد کیوں نہ ہو، پورے طور پر بنیاد بنا لینا اور اس کے تمام مندرجات کو صحیح تسلیم کر لینا خطرے سے خالی نہیں ۔ اگر کچھ نہیں تو سہو قلم کا امکان تو بہرحال ہے ۔ صحیح طریقہ یہ ہے کہ مختلف مستند مخطوطات میں سے وہ متن قبول کیا جائے جو زبان اور اسلوب بیان کے اعتبار سے مصنف یا شاعر کے عہد سے زیادہ سے زیادہ قریب ہو ۔

قدیم متنوں میں رسم خط کی خرابیوں اور املائی دقتوں کی وجہ سے لفظی تحریفات و تصرفات ہوتے ہیں لیکن ان سے بڑھ کر ایک کا کلام دوسرے کے کلام میں شامل کر لینا ہے ۔ محقق کو ان خصوصیتوں پر غور کرنا اور انہیں سمجھنا ہوتا ہے ۔

کسی متن کی ترتیب و تدوین کا سب سے اہم مرحلہ جو دقت نظر اور انضباط فکر و خیال کا تقاضا کرتا ہے ، تصحیح متن ہے ۔ متن کی تصحیح کا کام استادانہ اصلاح کی ذمہ داری سے بالکل الگ نوعیت کا ایک فریضہ ہے ۔ یہاں خوب سے خوب تر کی جستجو میں کسی ذاتی یا مروجہ معیار کے مطابق کسی متن کو یا متن کی کسی روایت کو بدلا نہیں جاتا۔ بلکہ بدلے ہوئے میں یا غلط طور پر دائرہ تحریر میں آ جانے والی کسی روایت کو ، اس کی اصلی صورت کی بازیافت کے ذریعے ، صحیح شکل میں پیش کرنے یا ممکنہ حدود میں رہتے ہوئے، صحت روایت سے قریب تر لانے کی سعی کی جاتی ہے ۔ محقق امکانی سطح پر تحقیق و تفحص کی راہ سے حقیقت تک پہنچنے کی کوشش کرتا ہے ۔ کسی قلمی نسخے کے متن کی

تصحیح تین طریقوں سے عمل میں لائی جاتی ہے ۔ وہ تین طریقے یہ ہیں ۔ تصحیح انتقادی ، تصحیح التقاطی اور تصحیح قیاسی ۔

تصحیح انتقادی میں عملی طریقے پر حد امکان تک متن کو اصلی و حقیقی صورت میں پیش کیا جاتا ہے ۔ تاریخ کتابت کے لحاظ سے قدیم ترین نسخے کو نسخۂ اساسی یعنی بنیادی نسخہ قرار دیا جاتا ہے اور اس کے متن کو بغیر تغیر و تبدیل کے نقل کیا جاتا ہے ۔

تصحیح التقاطی : یہ طریقہ اس حالت میں اختیار کیا جاتا ہے جہاں کسی کتاب کا قدیمی نسخہ نہ دستیاب ہو یا جو نسخہ موجود ہو وہ اہل فن کی اصطلاح میں مضبوط نہ ہو ، اس صورت میں تصحیح کنندہ کو جو نسخہ سب سے بہتر معلوم ہوتا ہے اس کا انتخاب کرتا ہے اور یہ تشخیص کرتا ہے کہ کون سا نسخہ قابل اعتبار ہے ۔

تصحیح قیاسی : کتابت کی اغلاط ، کاتب کا سہو قلم یا نسخہ خطی کے دیگر اشتباہات اور اس وجہ سے بھی کہ کسی کتاب کا صرف ایک ہی قلمی نسخہ موجود ہوتا ہے اس صورت میں محقق کو مجبوراً اپنے قیاس سے متن میں تغیّر اور اصلاح کرنی پڑتی ہے ۔

اس کے علاوہ متن کے ضمن میں اختلافاتِ نسخ ، متنوں کی قرائتیں ، رسم الخط کی دشواریاں وغیرہ جیسے بہت سے مسائل اور مباحث ہیں جن کی طرف توجہ دینا ضروری ہے ۔

تحقیق کی ایک مشکل یہ ہے کہ اس میں معتبر اور مستند حوالوں کے بغیر کچھ بھی قابل قبول نہیں ۔ اول تو بنیادی ماخذ کے حوالے دیے جاتے ہیں وگرنہ جہاں تک ممکن ہو ہر ماخذ کو امکانی حد تک دیکھ بھال لیا جاتا ہے اور اگر کتاب کی کئی نسخے ہیں ، مطبوعہ یا

غیر مطبوعہ ، تو ان میں سے جتنے نسخے مل سکتے ہوں ان کو بھی ضرور دیکھ لیا جاتا ہے ۔ اس احتیاط کے بغیر ، کبھی بعض صورتوں میں اور کبھی اکثر صورتوں میں غلط فہمی اور غلط آفرینی کے امکانات کار فرما رہتے ہیں ۔

حوالہ دینے میں بہت احتیاط سے کام لیا جاتا ہے ۔ عام طور پر جس طرح مطبوعہ تذکروں کی عبارتوں سے حوالے نقل کر دیے جاتے ہیں یا اختلافِ متن کے ذیل میں اشعار کا حوالہ دیا جاتا ہے ، وہ تقاضائے احتیاط کے خلاف ہے ۔ کیونکہ ان میں تصحیح یا تحریف کا احتمال ہوتا ہے ۔ متن کی بہت سی تبدیلیاں کتاب کے بار بار چھپنے کا نتیجہ بھی ہوتی ہیں ۔ یہ طے کرنا مشکل ہے کہ ایسی تبدیلیاں محض اغلاط کتابت ہیں یا کسی کی تصحیح ہے ۔ تبدیلیاں بہرحال ہیں ۔ اکثر کتابوں کی اولین اشاعتیں نہیں ملتیں اس لیے مجبوری کی حالت میں دستیاب ایڈیشنوں سے ہی کام لیا جاتا ہے ۔

نقل اشعار میں بہت احتیاط لازم ہے اور یہ کہ اگر کہیں اختلاف ہے تو اس کا علم ہونا چاہئیے ۔ جہاں تک ممکن ہو تاریخ ادب اردو اور انتخابات کے مجموعوں سے اشعار نقل نہیں کرنا چاہیے بلکہ اصل مجموعوں کی طرف رجوع کرنا چاہیے ۔ حوالے دیتے وقت اس بات کا خیال بھی رکھا جاتا ہے کہ حوالے قابل قبول ہوں جہاں تک ممکن ہو مختلف نسخوں اور مختلف ماخذ سے مقابلہ کر لیا جاتا ہے ۔

مقاصد :

اس یونٹ کے مطالعے کے بعد آپ اس قابل ہو سکیں گے کہ :۔

۱- تحقیق اور تصحیح متن کی اہمیت سے آگاہ ہو سکیں -

۲- تدوین میں تصحیح کے طریقوں ، صحت متن کے سلسلے میں حوالوں کے استعمال سے آشنا ہو سکیں -

۳- عملی تحقیق میں ان امور کا اطلاق کر سکیں -

عنوان برائے مطالعہ

۱- تحقیق و تصحیح متن

الف - نسخوں کا حصول

ب - نسخوں کے مراتب

ج - الحاقی کلام

لازمی کتب

۱- مقالہ " متن کی تصحیح" از ڈاکٹر خلیق انجم (متنی تنقید الجمعتیہ پریس دہلی ، ۱۹۶۷ء) ص (۳۶ - ۱۰۰)

۲- متن کی تحقیق و ترتیب از ڈاکٹر تنویر احمد علوی ، ص (۲۹ - ۳۳)

(اصول تحقیق و ترتیب متن ، شعبہ اردو ، دہلی یونیورسٹی ،دہلی)

اہم نکات

متن کی تحقیق و تصحیح کے لیے تمام ممکن الحصول نسخوں کا ایک دوسرے سے مقابلہ یا موازنہ کر کے چند قابل اعتماد نسخوں کا انتخاب کیا جاتا ہے تاکہ ایک صحیح متن تیار کیا جا سکے - حوالوں کے استعمال میں حزم و احتیاط کی ضرورت ہوتی ہے -

خود ازمائی

۱۔ کس نسخے کو بنیادی نسخہ منتخب کیا جا سکتا ہے اور کیوں ؟

۲۔ الحاقی کلام کی نشان دہی کیوں کر ہو گی ؟

عنوان برائے مطالعہ

(۲)

الف ۔ تصحیح متن کے طریقے

ب ۔ حوالہ اور صحت متن

لازمی کتب و مقالے

۱۔ اردو میں اصول تحقیق جلد اول ، مرتبہ ڈاکٹر ایم سلطانہ بخش مقتدرہ قومی زبان ، اسلام آباد ، ص(۳۰۵-۳۲۰)

۲۔ اردو میں اصول تحقیق، جلد دوم ، مرتبہ ڈاکٹر ایم سلطانہ بخش مقتدرہ قومی زبان اسلام آباد ، (مقالہ رشید حسن خان) ص ( )

مقالے :

۱۔ تصحیح کے طریقے ، پروفیسر سیّد حسن

۲۔ قیاسی تصحیح ، ڈاکٹر نیّر مسعود

۳۔ منشائے مصنف کا تعین رشید حسن خاں

اہم نکات

متن کی ترتیب و تدوین ایک بامقصد سائنسی اور منضبط فکر کا عمل اور اس کی پیش کش ہے ۔ کسی روایت کو اس کی اصلی صورت کی بازیافت کے ذریعے صحیح شکل میں پیش کرنے یا ممکنہ حدود میں رہتے ہوئے صحت روایت سے قریب تر لانے کی کوشش ہے ۔ تحقیق کی ایک مشکل یہ ہے کہ اس میں معتبر اور مستند حوالوں کے بغیر کچھ بھی قابل قبول نہیں ۔

خود آزمائی

۱۔ مطلوبہ مواد کے مطالعے کے بعد تصحیح متن کے سلسلے میں اہم امور کی نشان دہی کیجیے؟

۲۔ کسی ایسے متن کی نشان دہی کیجیے جس متن تصحیح کے کسی ایک طریقے کو استعمال کیا گیا ہو ؟

یونٹ نمبر ۱۰

حواشي ، تعليقات اور ماخذ

یونٹ نمبر ۱۰

حواشی ، تعلیقات اور ماخذ

تعارف اور مقاصد

اس یونٹ میں آپ تحشیہ و تعلیقات متن اور ماخذ کی فہرست کی ترتیب کے بارے میں معلومات حاصل کریں گے ۔

صحیح متن پیش کرنا ایک اہم اور مفید علمی خدمت ہے لیکن اس کی اہمیت و افادیت ، حواشی اور تعلیقات کے بغیر ادھوری رہ جاتی ہے ۔ یہ عمل ترتیب متن کا ایک نہایت اہم اور لازمی جزو ہوتا ہے، جس سے نہ صرف یہ کہ متن کے مختلف ماخذ اور اختلافی قرأتوں کی نشان دہی ہوتی ہے بلکہ متن کے مقتضیات اور معلوم حقائق کی روشنی میں توضیحی روایتوں اور تصدیقی براہین کو بھی تقابلی مطالعے کے ساتھ حسب ضرورت اس میں شامل کیا جاتا ہے ۔ ایسے حوالہ جات یا تحقیقی و تنقیدی حواشی کے بغیر متن کی تصحیح و ترتیب کا کام درجہ استناد سے محروم رہتا ہے ۔

حاشیہ نگاری بیشتر حالتوں میں ایک مرتب متن کے لیے متن کے اساسی ڈھانچے سے باہر کا ایک عمل ہے۔ لیکن کبھی متن کی روایتی ترتیب اور تدوینی سلسلے کی مختلف کڑیوں کو جوڑنے اور معنوی ارتباط کے لحاظ سے متنی اجزاء کو ایک متوازن و مربوط شکل دینے کی غرض سے ایک مخصوص انداز اور محدود پیمانے پر حاشیہ کاری یا علاماتِ قرأت کے اضافے کی ضرورت پیش آ سکتی ہے ۔ غرض کہ حاشیہ نگاری کا عمل مختلف جہتیں اور سطحیں رکھتا ہے ۔ جن کا انحصار بہت کچھ متن کی اپنی انفرادی خصوصیات ، اس کے ماخذ کے درجہ استناد ، روایتوں کے مختلف دائروں میں اضافی معلومات کے سلسلوں اور اسناد و براہین کی دستیابی پر ہوتا ہے۔

تحقیق میں حواشی و تعلیقات نگاری کی طرف توجہ دینا لازم ہے، مگر کتاب کو غیر ضروری حواشی و تعلیقات سے بوجھل نہ بنایا جائے۔

حواشی و تعلیقات کو دو حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے :-

(۱) الف۔ اختلافات نسخ اور وہ سائیں جن کا مقصد متن کی صحت اور تعین ہے مثلاً تلفظ، تذکیر و تانیث وغیرہ کا اختلاف۔

ب۔ مصنف کی لکھی ہوئی مختصر تعلیقات جو بہت کم ہوتی ہیں۔

(۲) الف۔ جملوں اور عبارتوں کی تشریح، شخصیتوں کا تذکرہ، مقامات کا تعین اور غیر معروف تلمیحات کا پس منظر وغیرہ۔

ب۔ مصنف کی لکھی ہوئی طویل تعلیقات

ج۔ غیر معروف اور متروک الفاظ کے معنی

پہلی قسم کے حواشی متن کے ساتھ، یعنی اسی صفحہ پر نیچے دیے جائیں تو بہتر ہے۔ فصل قائم کرنے کے لیے متن اور حواشی کے بیچ میں ایک لکیر کھینچ دی جاتی ہے۔ ان حواشی کو کتاب کے آخر میں بھی مسلسل نمبروں کے ساتھ دیا جاتا ہے۔ اس طریقے پر عمل کرنے سے طباعت میں سہولت ہوتی ہے لیکن پہلے طریقے سے مطالعے میں آسانی ہوتی ہے اس لیے عموماً پہلے طریقے کو ترجیح دی جاتی ہے۔ دوسری قسم کے حواشی یعنی تعلیقات و تشریحات کو متن کے خاتمے پر رکھنا بہتر ہے تاکہ قاری کی توجہ متن سے ہٹنے نہ پائے۔ بعض محققین ان کو بھی متن ہی کے صفحے پر رکھتے ہیں تاہم اس طریقے کو خوشگوار نہیں کہا جا سکتا۔

تعلیقات یا تشریحات لکھتے وقت اختصار اور جامعیت کا خیال رکھنا ضروری ہے ۔ متروک و غیر معروف الفاظ کے معنی ، فرہنگ کے عنوان کے تحت ، تعلیقات سے الگ کیے جا سکتے ہیں ۔ کسی متن کے سلسلے میں مختلف علوم و فنون کی اصطلاحوں کی فہرست بہت طویل بھی ہو سکتی ہے۔ بعض اہل ترتیب نے ایسے اجزائے متن کے معنی درج کرنے اور باقاعدہ ان کی فرہنگ تیار کرنے کو ضروری نہیں سمجھا بلکہ ایسے اجزا کی اشاریاتی فہرست کو اضافات و حواشی کے ساتھ شامل کر دیا۔ طول عمل سے بچنے کے لیے یہ ایک مناسب طریقہ کار ہو سکتا ہے، لیکن بعض اجزا تشریح طلب ہوتے ہیں ان کے معنی بیان کیے بغیر چھوڑ دینا اس متن کے قاری کی دشواریوں سے محل نظر کرنا ہے ۔ الفاظ و اصطلاحات کے علاوہ بعض رسوم ، بعض کھانوں کے نام اور بعض ملبوسات وغیرہ کی وضاحت بھی ضروری ہے۔ اس کے علاوہ ایسے لفظوں کی تفصیلی فہرست بھی دی جا سکتی ہے جن کو قدیم ،متروک یا اجنبی قرار دیا جائے یا جو ترکیبیں یا جن کی ترکیب دہی کا عمل عام روش سے ہٹ کر ہو ۔ اس نوع کے مطالعے میں لسانی سطح پر زیادہ تحقیقی یا تنقیدی انداز بھی اختیار کیا جا سکتا ہے ۔ لسانی مطالعہ متن مقدمہ کا حصہ بھی بن سکتا ہے ۔ متن مقدمہ اور حواشی میں جن کتابوں کے نام آتے ہیں ان کی فہرست ایک ساتھ بھی دی جا سکتی ہے لیکن الگ الگ درج کرنے میں زیادہ سہولت رہتی ہے۔

ماخذ میں وہ کتابیں ، رسالے اور تحریریں شامل کی جاتی ہیں جن کا تعلق متن کی اساسیات سے ہے۔ یعنی متن کے مختلف مخطوطے یا مطبوعہ نسخے جو اس کی تیاری، صحت اور تکمیل میں اساسی اہمیت رکھتے ہیں ۔ مصادر میں ان ماخذ کو شامل کیا جاتا ہے جن سے مقدمہ و حواشی

کی ترتیب میں مدد لی گئی ہو ۔ مراجع میں ایسی کتب ماخذ کا ذکر آ سکتا ہے، جن سے توسیعی اور تفصیلی معلومات کی فراہمی میں مزید مدد مل سکتی ہو ۔ سب سے پہلے قلمی ماخذ پھر قدیم مطبوعات اور آخر میں بیاضیں ، رسائل وغیرہ کا تذکرہ ہوتا ہے ۔ ان سب کی فہرستیں علیحدہ علیحدہ تیار کی جاتی ہیں ۔

مقاصد

اس یونٹ کے مطالعے سے آپ اس قابل ہو سکیں گے کہ :

۱۔ ترتیب متن میں حواشی اور تعلیقات نگاری کی ضرورت سے آگاہ ہو سکیں ۔

۲۔ تحقیق متن میں لفظیات شماری اور لسانی مطالعے کی اہمیت سے واقف ہو سکیں ۔

۳۔ عملی تحقیق میں ان امور کو برتنے کے قابل ہو سکیں ۔

عنوان برائے مطالعہ

حواشی ، تعلیقات اور ماخذ

الف ۔ حواشی
ب ۔ تعلیقات متن
ج ۔ ماخذ

لازمی مقالات برائے مطالعہ

۱۔ مقالہ : تحشیۂ متن از ڈاکٹر تنویر احمد علوی، ص (۲۸۵-۳۳۳)

۲۔ مقالہ : تعلیقات متن از ڈاکٹر تنویر احمد علوی ، ص (۳۳۴ - ۳۹۵)

۳۔ ماخذ کی نشان دہی از ڈاکٹر خلیق انجم ص (۱۲۱ - ۱۲۵)

اہم نکات

حواشی اور تعلیقات ترتیب متن کا نہایت اہم اور لازمی جزو ہے ۔ حوالہ جات یا تحقیقی و تنقیدی حواشی کے بغیر متن کی تصحیح و ترتیب کا کام درجۂ استناد سے محروم رہتا ہے ۔ ہر صفحے پر متن کے نیچے حواشی درج کرنا بہتر اور سہل ہے ۔ تعلیقات اور تشریحات مختصر اور جامع ہوں ، الفاظ و اصطلاحات کی فرہنگ اور لسانی مطالعہ بھی ترتیب متن کا اہم جزو ہے ۔

خود آزمائی

۱۔ حاشیہ نگاری میں کن کن امور پر توجہ دینی چاہئیے ؟

۲۔ ترتیب متن میں تحشیہ متن کے بعد تعلیقات متن کی ضرورت کیوں درپیش ہوتی ہے ؟

۳۔ تحقیق و ترتیب متن میں لسانی مطالعہ کی اہمیت بتائیے ؟

اہم نکات

تحقیق کا پہلا اور اہم قدم موضوع کا انتخاب ہے۔ طالب علم محقق کو اپنے تحقیقی مقالے کے موضوع کا انتخاب خود کرنا چاہیے ، موضوع ایسا ہو جس میں دلچسپی ہو اور علمی سطح کے مطابق ہو ۔ موضوع کی اہمیت ، افادیت ، جدت اور مواد کی فراہمی کے امکانات وغیرہ سے متعلق اپنے رہنما سے ضروری مشورہ لازمی ہے۔ موضوع نیا ہو ۔ اس کے لیے مواد کی فراہمی کے امکانات کا جائزہ ضروری ہے ۔ تحقیق میں فرضیے نتائج اخذ کرنے میں اہم کردار ادا کرتے ہیں ۔ موضوع کے انتخاب کے بعد تحقیقی منصوبے کا خاکہ تیار کیا جاتا ہے اور جس کے آخر میں ماخذ کی عارضی فہرست بھی شامل ہوتی ہے ۔

خود آزمائی

۱۔ موضوع کے انتخاب میں کن امور پر غور کیا جانا ضروری ہے ؟

۲۔ تحقتق میں فرضیات کی اہمیت کیوں ہے ؟

۳۔ تحقیقی منصوبے کا خاکہ تیار کرنے میں کن امور کو مدنظر رکھنا چاہیے ؟

یونٹ نمبر ١١

تحقیقی عمل کے مراحل (١)

(موضوع کا انتخاب ، خاکہ اور مفروضات)

یونٹ نمبر ۱۱
تحقیقی عمل کے مراحل (۱)
(موضوع کا انتخاب ، خاکہ اور مفروضات)

تعارف اور مقاصد

اس یونٹ میں آپ تحقیقی مقالے کے موضوع کا انتخاب ، خاکہ ، مفروضات اور ان کی نوعیت کے بارے میں مطالعہ کریں گے ۔

تحقیق کا پہلا اور نہایت اہم قدم موضوع کا انتخاب ہے ۔ اس سلسلے میں ماہرین تحقیق کی رائے ہے کہ موضوع کا انتخاب خود محقق طالب علم کرے تو بہتر ہے ، موضوع ایسا ہو جس سے اسے پہلے سے دلچسپی ہو اور وہ اس کے متلعق بنیادی معلومات رکھتا ہو ۔ بعض اوقات محقق طالب علم موضوع کا انتخاب خود نہیں کرتے بلکہ اپنے رہنما یا کسی اور فاضل شخص سے کراتے ہیں ۔ چونکہ موضوع کے انتخاب میں ان کی ذاتی دلچسپی کو دخل نہیں ہوتا اس لیے وہ کچھ دور چل کر بھٹک جاتے ہیں اور منزل مقصود تک پہنچ نہیں پاتے یا گرتے پڑتے پہنچتے ہیں ۔ اس طریقہ کار میں ایک خرابی یہ بھی ہے کہ کبھی کبھی رہنما یا دوسرا فاضل شخص موضوع کا انتخاب اپنے نقطۂ نگاہ کے علاوہ اپنی سطح علمی سے کرتا ہے۔ اگر اتفاق سے دونوں باتیں یکجا ہو جائیں یعنی موضوع محقق طالب علم کی دلچسپی کا نہ ہو اور اس کی سطح علمی سے اونچا بھی ہو تو اس کی مشکلیں بہت بڑھ جاتی ہیں ۔ بعض اوقات وہ مایوس ہو کر ہمت ہار بیٹھتا ہے ۔ حب موضوع کا انتخاب اپنی دلچسپی اور اپنی علمی سطح کے مطابق ہو گا تو کام کی رفتار بھی حسبِ خواہش ہو گی اور نتیجہ بھی خوش گوار ہو گا۔ جہاں تک ممکن ہو موضوع کا انتخاب محقق خود کرے تاکہ وہ اس کی دلچسپی کا بھی ہو اور اس کی

صلاحیت کے مطابق بھی ہو ۔ البتہ وہ اپنے موضوع کی اہمیت ، افادیت ، جدت ، مواد کی فراہمی کے امکانات وغیرہ سے متعلق اپنے رہنما سے مشورہ ضرور کر سکتا ہے اور اسے کرنا چاہیے ۔

موضوع کے انتخاب سے پہلے چند باتوں پر غور کرنا ضروری ہے :-

۱۔ کیا موضوع اس لائق ہے کہ اس پر تحقیق کی جائے؟ کیونکہ تحقیق کا مقصد کوئی نئی حقیقت پیش کرنا یا نئی بات کہنا ہے ۔

۲۔ کیا اس موضوع پر تحقیق مکمل ہو سکتی ہے؟ اس موضوع پر مواد ملنے کے امکانات ہیں یا نہیں؟

۳۔ کیا طالب علم اس موضوع پر تحقیق کر سکتا ہے؟ کیونکہ موضوع زیر تحقیق کے لیے متعلقہ زبان یا زبانوں کا علم اور بعض مضامین کی صورت میں اخراجات وغیرہ کے نقطۂ نگاہ سے غور کرنا ہوتا ہے اور اپنے طبعی رجحان اور صلاحیت وغیرہ کا جائزہ بھی لینا ہوتا ہے ۔ اس کے علاوہ اس امر کا خیال رہے کہ موضوع نیا اور اہم ہو ۔ تحقیق شدہ موضوع پر کام کرنے سے نہ علم میں اضافہ ہوتا ہے اور نہ محقق کو فائدہ پہنچتا ہے ۔ اس کا مقصد یہ نہیں کہ صرف ایسے موضوع کا انتخاب کیا جائے جس پر اب تک کچھ نہ لکھا گیا ہو ، یا بہت کم لکھا گیا ہو ۔ کوئی کتاب یا مقالہ حرفِ آخر نہیں ہو سکتا۔ موضوع میں نئے نئے زاویے پیدا ہوتے رہتے ہیں ۔ اس لیے ایسے موضوع کا بھی انتخاب کیا جا سکتا ہے جس پر بہت کچھ لکھا جا چکا ہے، البتہ اس موضوع کے نئے پہلو کو پیش کیا جا سکتا ہے، نئے زاویۂ نگاہ سے تحقیق کی جا سکتی ہے ۔ اس طرح پرانے موضوع میں بھی جدت پیدا کی جا سکتی

تحقیق کا مقصد علم و فن کو ترقی دینا ہے۔ تحقیق، علم میں بے شمار چھوٹے چھوٹے اضافے کر کے انسانی بہبودی میں حصہ لیتی ہے۔ محقق میں چیونٹی کی بعض خصوصیات ہوتی ہیں جو اپنے ڈھیر پر ایک دانہ کا اضافہ کرتی ہے (۱)

جس موضوع پر بہت کچھ لکھا جا چکا ہو اور آسانی سے مواد مل سکتا ہو اس کے انتخاب سے بچنا چاہیے۔ کیونکہ مواد کی کثرت ہو گی تو اس کا ترتیب دینا اور نتیجہ اخذ کرنا مشکل ہو جاتا ہے اور اگر یہ ہو بھی جائے تو ناتجربہ کاری کی وجہ سے اس میں جدّت پیدا کرنا مشکل مرحلہ ہے۔ ایسے موضوع سے بھی بچنا چاہیے جس کے لیے مواد کی فراہمی کے امکانات کم ہوں۔ اس کے علاوہ موضوع بہت وسیع و بسیط نہ ہو۔ وسیع موضوع کی صورت میں اس کا ایک جزو تحقیق کے لیے منتخب کرنا بہتر ہو گا۔ بہت محدود موضوع کا انتخاب بھی مناسب نہیں۔

شروع میں محقق زیر تحقیق مسئلے کے حل کے لیے ایک رائے یا چند آراء قائم کرتا ہے۔ ان میں سے ہر ایک کو فرضیے کے نام سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ یہ ایک معقول اندازہ ہوتا ہے جس کی بنیاد اس شہادت پر ہوتی ہے جو اندازہ لگانے کے وقت موجود ہوتی ہے۔ محقق دوران تحقیق کئی فرضیات بنا سکتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ آخر میں ایک ایسا فرضیہ پا لیتا ہے جو زیر تحقیق صورت حال سے بہت زیادہ مناسبت رکھتا ہے۔ اس طرح فرضیہ (Hypothesis) اس مطالعے سے ماخوذ سب سے بڑا نتیجہ بن جاتا ہے اور اگر کوئی محقق

---

(۱) Research in Education by John W. Best Prutice Hall of India-Delhi, 1959(p.16)

زبان کی تعلیم پر تحقیق کرنا چاہتا ہے اور یہ معلوم کرنا چاہتا ہے کہ انگریزی زبان کے سیکھنے میں کون سے محرکات اور عوامل کام کرتے ہیں تو وہ شروع میں کئی فرضیات قائم کر سکتا ہے مثلاً

۱- زبان سیکھنے کے محرکات اقتصادی اور معاشی ہیں -
۲- جذبہ افتخار کے تحت زبان سیکھتے ہیں -
۳- احساس برتری کے اظہار کے لیے یہ زبان سیکھتے ہیں -

فرضیہ تحقیق کے لیے رہنمائی فراہم کرتا ہے اور تحقیق کے عمل کو تیز کرتا ہے - اگر موضوع ایسا ہو جس میں صرف حقائق کو جمع کرنا ہو تو پھر اس کی ضرورت نہیں پڑے گی نہ اس سے کوئی فائدہ ہو گا- اگر محقق کسی قوم کی تاریخ پر کام کر رہا ہو یا کسی شخصیت پر تحقیق کر رہا ہو یا کتابیات یا اشاریہ مرتب کر رہا ہو تو فرضیے کا فائدہ نہ ہو گا-

لیکن اعلی تحقیق میں نہ صرف حقائق کی دریافت ہوتی ہے بلکہ ان کی توضیح و توجیہہ بھی کی جاتی ہے- ایسی تحقیق فرضیے یا عام اصول بنانے کے بغیر نہیں کی جاتی - تحقیق کا بڑا مقصد حقائق سے نتائج نکالنا ہے - صرف حقائق کی جمع آوری اس کا مقصد نہیں ہے -

تحقیق کے ابتدائی مراحل میں پہلا اہم کام موضوع کا انتخاب ہوتا ہے اس کے بعد تحقیقی منصوبے کا خاکہ ترتیب دیا جاتا ہے - اس خاکے میں تحقیقی عمل کی تمام تفصیلات درج ہوتی ہیں - گویا وہ ابتدائی نقشہ ہے جس پر تحقیق کی عمارت قائم کی جاتی ہے- اس میں موضوع کا تعارف ، دائرہ ، پس منظر اور مقصد شامل ہوتا ہے - خاکے میں ابواب کی تنظیم اس طرح ہوتی ہے جس سے ربط و تسلسل کا پتہ چل سکے - اس کی بنیاد

منطقی غور و فکر پر ہوتی ہے ۔ خاکے کے آخر میں اختتامیہ اور ماخذ کی عارضی فہرست شامل ہوتی ہے ۔

مقاصد :

اس یونٹ کے مطالعے کے بعد آپ اس قابل ہو سکیں گے کہ :

۱۔ موضوع کے انتخاب میں احتیاط کو روا رکھ سکیں ۔

۲۔ فرضیات اور ان کی اہمیت سے آگاہ ہو سکیں ۔

۳۔ تحقیقی خاکہ پیش کرنے کے سلسلے میں بنیادی امور سے واقف ہو سکیں ۔

عنوان برائے مطالعہ	لازمی کتب
تحقیقی عمل کے مراحل	
الف ۔ موضوع کا انتخاب ب ۔ فرضیات اور ان کی نوعیت ج ۔ خاکہ	۱۔ اردو میں اصول تحقیق جلد اول ، مرتبہ ڈاکٹر ایم سلطانہ بخش مقتدرہ قومی زبان اسلام آباد ص (۹۷-۱۰۱) اور (۱۳۹ - ۱۶۰) ۲۔ لائبریری سائنس اور اصول تحقیق از سید جمیل احمد رضوی ، مقتدرہ قومی زبان اسلام آباد ، ص (۷۵-۱۱۳)

امدادی کتب

1. Research in Education by John W. Best (page 15-30)
2. The Research Paper Farm and Content by Andrey J. Roth (pages 3-37)

یونٹ نمبر ۱۲

تحقیقی عمل کے مراحل (۲)

(مواد کی حصول یابی ، وسائل اور مختلف طریقہ کار)

یونٹ نمبر ۱۲

تحقیقی عمل کے مراحل (۲)

(مواد کی حصول یابی ، وسائل اور مختلف طریقہ کار)

تعارف اور مقاصد

اس یونٹ میں آپ تحقیقی مواد کی حصول یابی ، وسائل اور مختلف طریقہ ہائے کار کا مطالعہ کریں گے۔ مواد کی فراہمی، تحقیق کی ایک اہم منزل ہے ۔ محقق کو اس منزل تک پہنچنے میں بہت سی دشواریوں کا سامنا ہوتا ہے ۔ تاہم عزم صمیم اور قوتِ ارادی ان کھٹن راستوں کو آسان بنا دیتی ہے ۔ محقق مواد کو سارے ممکن ذرائع سے اکٹھا کرنے کی کوشش کرتا ہے ۔ عام طور پر مواد حاصل کرنے کے دو اہم ذرائع ہیں ۔ ایک لائبریری اور دوسرا عوامی ۔ لائبریری کے ذریعے کثیر مقدار میں مواد کا سرمایہ جمع ہو سکتا ہے ، مگر یہ ضروری نہیں کہ ایک کتب خانے میں تحقیق کا پورا مواد مل جائے ۔ بعض چیزیں ملک کی مختلف لائبریریوں ، ذاتی کتب خانوں ، عجائب گھروں اور آرکائیوز کے شعبوں وغیرہ میں دستیاب ہو سکتی ہیں ۔ بہرحال یہ پہلا ذریعہ ہے ۔

مواد کی فراہمی کا دوسرا ذریعہ عوامی ہے ۔ بعض اوقات ، واقعات اور روایات کی تصدیق صرف عوام کے ذریعے ہوتی ہے ۔ عوامی ذرائع میں عام طور پر سوال نامے ، انٹرویو اور سروے شامل ہیں ——— ان ذریعوں سے بہت سی معلومات حاصل کی جا سکتی ہیں ۔

تحقیقی عمل میں مواد کی تلاش و جستجو بنیادی ذرائع سے ہوتی ہے ۔ بنیادی ذرائع سے حاصل کیا ہوا مواد مستند ترین ہوتا ہے ۔ اس لیے جہاں تک ممکن ہو یہی طریقہ استعمال کیا جاتا ہے ۔ صرف مجبوری

کی حالت میں ثانوی ذرائع کی طرف رجوع کیا جاتا ہے ۔ ایک کتاب عربی میں ہے اور اس کا ترجمہ اردو میں ہو چکا ہے ۔ اگر محقق عربی جانتا ہو تو اصل کتاب سے استفادہ کرے نہ کہ ترجمے سے ۔ کیونکہ ترجمہ ثانوی درجے کی حیثیت رکھتا ہے ۔ عام طور پر تجربے ، ذاتی تفتیش و تلاش ، انٹرویو ، سوالنامے ، تحقیقی مقالات و مضامین ، خطوط ، ڈائریاں ، خود نوشتہ سوانح عمریاں ، متن اور ادب کی تخلیقی تحریریں ، حکومت ، بورڈ ، تحقیقی اداروں ، دانش گاہوں وغیرہ کی رودادیں ، اخبارات ، مخطوطات اور فرامین وغیرہ کو بنیادی ذرائع میں شمار کیا جاتا ہے ۔ تحقیق میں جن حقائق کو دریافت کیا جاتا ہے ، بنیادی مآخذ حوالہ بہم پہنچاتے ہیں ۔ ثانوی مآخذ پر صرف بھروسہ کر کے لکھا جاتا ہے ، جو غیر سائنسی طریقۂ کار ہے ، جس کی تحقیق میں گنجائش نہیں ۔

تحقیق کے مختلف طریقۂ کار کی بنیادی منطق اور استدلال مشترک ہیں اور ہر ڈسپلن میں مواد کی ضرورت یکساں ہوتی ہے ، لیکن اس کی نوعیت موضوع کے اعتبار سے بدل جاتی ہے ۔ بہت سے علوم میں تحقیقی مسائل ادب سے قدرے مختلف ہوتے ہیں ۔ ادب میں بھی مواد کی فراہمی اور ان کی ترتیب لازمی ہے لیکن بعض سماجی علوم میں تحقیق کی منزلوں سے گزرتے وقت مواد نئے سرمائے کی بنیادی نوعیت میں فرق آ جاتا ہے ۔ ان کے لیے ایک نئی اصطلاح sampling یا نمونہ بندی وضع کی گئی ہے ۔

تحقیق کا کوئی موضوع ہو مواد کی فراہمی اور معلومات کا حصول ، سوال نامے ، انٹرویو ، نمونے ، سروے اور کیس اسٹڈی کے ذریعے بھی کیا جا سکتا ہے ۔ سوالنامے مزید تحقیق کے لیے رجحانات کی نشاندہی

کرتے ہیں ۔ اس میں صرف ایسے سوال پوچھے جاتے ہیں جن کے جواب دوسرے ذرائع سے نہ مل سکتے ہوں ۔ سوال نامہ مختصر اور عمدگی سے ترتیب دیا ہوا ہوتا ہے ۔ ہدایت واضح اور مکمل ہوتی ہیں ۔ ایک سوال میں صرف ایک بات پوچھی جاتی ہے ۔ سوالات صرف نفس امر سے متعلق ہوتے ہیں ۔

انٹرویو یا باضابطہ ملاقات بھی ایک طرح کا سوال نامہ ہے ۔ اس میں سوالات تحریری شکل میں موجود ہوتے ہیں ۔ جس سے انٹرویو لیا جا رہا ہے اس کی سہولت کے مطابق انٹرویو کے لیے وقت کا تعین کیا جاتا ہے۔ غیر متعلق سوالات سے پرہیز کیا جاتا ہے ۔ جواب اسی وقت لکھ لیے جاتے ہیں یا ٹیپ ریکارڈ کر لیے جاتے ہیں ۔ نظریاتی مباحث اور عقیدوں کی چھان بین کے لیے یہ بہت موثر ذریعہ ہے ۔

افراد کے مشاہدے کے ذریعے بھی مواد کی فراہمی ہو سکتی ہے ۔ اگر حقیقت کی تلاش کا مسئلہ درپیش ہے تو مشاہدے کا طریقہ قدرے مختلف ہوتا ہے اور مشاہدہ کرنے والا جماعت یا گروپ میں شامل ہوتا ہے ۔ اگر مطالعے کی نوعیت وضاحتی یا تجرباتی ہے تو مشاہدہ کا طریقہ مرکب ساخت پر مشتمل ہوتا ہے ۔ اس میں اشیاء کی حدبندی اور تعریف متعیّن کر دی جاتی ہے۔ اطلاعات یا معلومات کو ریکارڈ کر لیا جاتا ہے ۔ جہاں تک ممکن ہو مشاہدات کا بغور مطالعہ کیا جاتا ہے اور اسے احاطۂ تحریر میں لایا جاتا ہے ۔ سماجی اور معاشرتی علوم میں کسی صورت حال کو جانچنے کے لیے سروے بہت پرانا طریقہ ہے ۔ اس میں معلومات کے حصول کے لیے نمونوں سے بھی کام لیا جا سکتا ہے ۔ جنہیں مثال بنا کر ہم نئے تجربات سے دوچار ہوتے ہیں ۔ سروے

کی تکنیک وہاں استعمال کی جاتی ہے جہاں خصوصی **معلومات** بہ آسانی دستیاب نہ ہو سکیں ۔

مطالعۂ احوال یا کیس اسٹڈی کا مطلب کسی فرد، واقعہ یا ادارہ یا جماعت کے احوال کی مفصل وضاحت اور تجزیہ ہے ۔ کیس اسٹڈی کے ذریعے کسی شخص ، خاندان، برادری یا قوم کی زندگی کے متعلق ان تمام پوشیدہ اور غیر پوشیدہ خصوصیتوں کو دریافت کیا جاتا ہے —— ان کا تجزیہ کیا جاتا ہے جن کی وجہ سے ان کی شناخت ممکن ہوتی ہے ۔ سماجی علوم کی تحقیق میں یہ ایک کارآمد اور مفید نتائج حاصل کرنے کے لیے ایک موثر ذریعہ خیال کیا جاتا ہے ۔ ان تمام ذرائع یا طریقۂ کار کی مدد سے مطلوبہ تحقیقی مواد کا حصول ممکن ہو سکتا ہے ۔

مقاصد

اس یونٹ کے مطالعے کے بعد آپ اس قابل ہو سکیں گے کہ :

۱۔ مواد کی حصول یابی اور یک جائی کے وسیلوں سے آگاہ ہو سکیں ۔

۲۔ حصول مواد کے ذرائع اور طریقہ کار سے روشناس ہو سکیں ۔

۳۔ اپنے تحقیقی عمل کے دوران ان ذرائع کا استعمال کر سکیں ۔

عنوان برائے مطالعہ

تحقیقی عمل کے مراحل

۱۔ ماخذ کی فہرست سازی
۲۔ حصول مواد کے ذرائع
۳۔ تحقیق کے طریقہ کار

الف۔ سوال نامے
ب ۔ انٹرویو
ج ۔ سروے
د ۔ کیس اسٹڈی

لازمی کتب

۱۔ اردو میں اصول تحقیق جلد اول ، مرتبہ ڈاکٹر ایم سلطانہ بخش ، مقتدرہ قومی زبان، اسلام آباد ،
ص (۱۰۲ ۔ ۱۰۹)
ص (۱۶۳۔ ۱۷۳)
ص (۱۹۷ ۔ ۲۳۶)

۲۔ لائبریری سائنس اور اصول تحقیق از سید جمیل احمد رضوی مقتدرہ قومی زبان اسلام آباد ،
ص (۱۵۹ ۔ ۲۳۴)

امدادی کتب

. Research in Education by John W. Best (pages 140-188)

اہم نکات

حصول مواد کے سلسلے میں پبلک اور ذاتی لائبریریاں عجائب گھر ، آرکائیوز کا شعبے، عظیم شخصیات کی رہائش گاہیں (اقبال میوزیم، قائداعظم میوزیم) وغیرہ ایسے ذرائع ہیں جہاں سے مطلوبہ موضوع پر مواد حاصل کیا جا سکتا ہے ۔ مواد کے حصول کے لیے بنیادی مصادر اور ثانوی مصادر کو جمع کر کے ان سے استفادہ کیا جا سکتا ہے ۔ اس کے علاوہ سوال نامے، انٹرویو، نمونے، سروے اور کیس اسٹڈی جیسے طریقہ ہائے کار کی مدد سے معلومات و حقائق کو جمع کیا جا سکتا ہے ۔

خود آزمائی

۱۔ حصول مواد کے مختلف ذرائع کون کون سے ہیں ؟

۲۔ کیا مختلف طریقہ ہائے کار کے ذریعے مواد کا حصول ، تحقیقی عمل میں کار آمد ہو سکتا ہے؟

۳۔ سروے اور کیس اسٹڈی کے طریقہ کار میں کیا فرق ہے ۔ شخصیات پر تحقیق کے سلسلے میں ان میں سے کس طریقہ کار کو اختیار کیا جا سکتا ہے ؟

یونٹ نمبر ۱۳

تحقیق عمل کے مراحل (۳)
(لائبریری کا استعمال)

یونٹ نمبر ۱۳
تحقیقی عمل کے مراحل (۳)
(لائبریری کا استعمال)

تعارف اور مقاصد

اس یونٹ میں آپ لائبریری کے استعمال کا تفصیلی جائزہ لیں گے - کوئی عالم ہو یا محقق طالب علم، جن کے موضوع خواہ کسی مضمون سے تعلق رکھتے ہوں، لائبریری سے بے نیاز نہیں ہو سکتا۔ مواد کی فراہمی کا بنیادی ذریعہ یہی ہے - لائبریرین اور لائبریری کے عملے کے دوسرے افراد عموماً محقق کے ساتھ تعاون کرتے ہیں لیکن بار بار ان کو تکلیف دینا مناسب نہیں، اس میں محقق کا وقت بھی ضائع ہوتا ہے - اس لیے بہتر یہ ہے کہ ایک طالب علم محقق کو لائبریری کے طریقہ کار سے خود واقف ہونا ضروری ہے - صرف غیر معمولی حالات میں لائبریرین سے مدد لی جا سکتی ہے -

ہر بڑی لائبریری میں دو طرح کی کتابیں ہوتی ہیں - حوالے کی کتابیں اور عام مطالعے کی کتابیں - حوالے کی کتابیں عموماً کھلی الماریوں میں رکھی ہوتی ہیں تاکہ ہر اسکالر جب چاہے اور جتنی بار چاہے انہیں آسانی سے دیکھ سکے - یہ کتابیں لائبریری سے باہر نہیں جا سکتیں - حوالے کی کتابوں میں انسائیکلوپیڈیا، ڈسٹرکٹ گزیٹیر، لغات، لائبریریوں کے مطبوعہ کیٹلاگ وغیرہ ہوتے ہیں - محقق کے ابتدائی مراحل میں انسائیکلوپیڈیا خصوصاً بہت مفید ثابت ہوتا ہے - اس کے ہر مضمون کے آخر میں ماخذ کی ایک منتخب فہرست ہوتی ہے، جس کی مدد سے محقق آسانی سے قدم بڑھا سکتا ہے - عام مطالعے کی کتابیں کلرک کی توسط سے طلب کی جاتی ہیں اور انہی کی طلب کے لیے لائبریری کے طریقہ کار سے واقفیت ضروری ہے -

موجودہ دور میں بڑی اور اچھی لائبریریوں میں عموماً ڈیوی ڈیسمیل سسٹم (Dewey Decimal System) کا چلن ہے ۔ اس میں کتابوں کی ترتیب کے لیے اعشاری نظام استعمال کیا جاتا ہے ۔ کتاب کا نام اور ضروری تفصیلات ایک کارڈ پر ہوتی ہیں ۔ ہر کتاب کے لیے تین کارڈ ہوتے ہیں ۔ پہلا مصنف کے نام کا، دوسرا کتاب کے نام کا اور تیسرا موضوع کا کارڈ ہوتا ہے۔ انجمن، سوسائٹی، کمیٹی وغیرہ کا نام مصنف کے طور پر استعمال ہوتا ہے ، بشرطیکہ روئیداد یا رسالہ پر مرتب کا نام نہ ہو ۔ ماخذ کی عارضی فہرست تیار کرتے وقت چونکہ محقق طالب علم اپنے موضوع سے اچھی طرح واقف نہیں ہوتا اس لیے تیسرا کارڈ اس کی رہنمائی کر سکتا ہے ۔ موضوع کا کارڈ دیکھ کر وہ معلوم کر سکتا ہے کہ اس کے کام کی کون کون سی کتابیں لائبریری میں موجود ہیں ۔ ان کارڈوں کے نمونے دیکھیے :-

Call No.	۹۵۴ اح م	سید احمد خان آثار الصنادید ، مطبوعة منشی نول کشور لکھنؤ ۔ ۱۹۷۶ء صفحات ۲۸۶
Accession No.		۲۲۰۶

۹۵۴ اح م	آثار الصنادید سید احمد خان ۱۹۷۶

۹۵۴/اح م سید احمد خان

پہلے دونوں کارڈوں پر دائیں طرف کیٹلاگ کا نشان ہے، یہ نشان بتایا ہے کہ کتاب کس جگہ موجود ہے۔ کتاب طلب کرتے وقت سلپ پر یہ نشان لکھنا ضروری ہے۔

ڈیوی کے اعشاری نظام میں تمام مضامین کو دس حصوں میں اور پھر ہر حصے کو دس ذیلی حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے ۔

مواد کی تلاش کے سلسلے میں مخطوطوں اور کتابوں کے علاوہ معیاری رسالوں کی جلدوں سے بھی استفادہ کرنا ہوتا ہے چونکہ ان کے اشاریہ کارڈ بہت کم لائبریریوں میں موجود ہوتے ہیں اس لیے پورے رسالے کی ورق گردانی ضروری ہے ۔ یہ کام دقت طلب ضرور ہے لیکن اس سے استفادہ ناگزیر ہے ۔ رسائل کے مضامین چونکہ ایک موضوع سے بحث کرتے ہیں اس لیے ان میں کتاب سے زیادہ تفصیل ہوتی ہے ۔

مواد کی فراہمی اور تحقیق کی رہنمائی میں لائبریریوں کے مطبوعہ مفصل کیٹلاگ بھی مفید ثابت ہوتے ہیں ۔ ان کیٹلاگوں سے نہ صرف یہ کہ متعلقہ کتابوں کا پتہ چلتا ہے بلکہ اور بھی کارآمد اشارے ملتے ہیں ۔

بہت سی ملکی اور بیرونی لائبریریوں کی کتابوں کے کیٹلاگ چھپ چکے ہیں ۔ بعض لائبریریوں میں بہت سی اہم کتابوں کی مائیکروفلم یا روٹو گراف بھی ہیں ان سے بھی استفادہ کیا جا سکتا ہے ۔

مقاصد :

اس یونٹ کے مطالعے کے بعد آپ اس قابل ہو سکیں گے کہ :

۱۔ لائبریری کے مخصوص اعشاری نظام سے روشناس ہو سکیں ۔
۲۔ عملی طور پر اس نظام سے استفادہ کر سکیں ۔

عنوان برائے مطالعہ

لائبریری کا استعمال

۱۔ ڈیوی کا اعشاری نظام

۲۔ رسالوں سےاستفادہ

۳۔ لائبریریوں کے مطبوعہ کیٹلاگ سے استفادہ

لازمی کتب

۱۔ اردو میں اصول تحقیق جلد اول ، مرتبہ ڈاکٹر ایم سلطانہ بخش مقتدرہ قومی زبان، ص (۱۰۹ - ۱۱۷)

۲۔ اردو میں اصول تحقیق جلد دوم، مرتبہ ڈاکٹر ایم سلطانہ بخش مقتدرہ قومی زبان اسلام آباد،
ص (   )
مقالہ یونس اگاسکر

۳۔ تحقیق میں لائبریری کا استعمال ، مقالہ عبدالرزاق قریشی،

امدادی کتب

1. Research in Education by John W. Best 1963, (pages 31-84)

2. The Research Paper Farm and Content by Andrey J. Roth T. (pages 41-50)

3. تعلیمی تحقیق، ڈاکٹر احسان اللہ ، بک ٹریڈرز ، لاہور (pages 192-177)

اہم نکات

تحقیق کا آغاز پہلے ان تمام کتابوں سے ہونا چاہیے جو موضوع سے متعلق ہوں ۔ یہ تحریری مواد انسائیکلوپیڈیا ، لغات ، تذکرہ مشاہیر ، سوانح حیات فہرست مخطوطات ، فہرست نایاب کتب ، فہرست مطبوعات ، غیر مطبوعہ مقالات ، کتابیات ، اخبارات و رسائل کے فائل ، رودادین اور مستقل تصنیفات سے حاصل کیا جا سکتا ہے ۔ لائبریری کا نظام عام طور پر ڈیوی اعشاری نظام کے تحت چلتا ہے ۔ اس نظام سے واقفیت کے بعد طالب علم خود مطلوبہ مواد تلاش کر سکتا ہے ۔

خود آزمائی

۱۔ اپنے موضوع کے متعلق مواد حاصل کرنے کے لیے کن کن دخائر کا جائزہ لیا جا سکتا ہے ؟

۲۔ لائبریریوں میں ڈیوی کے نظام کو کیوں رائج کیا گیا ؟

۳۔ جن امور کا آپ نے اس یونٹ میں مطالعہ کیا ہے، اس کی عملی طور پر جانچ پرکھ کے لیے خود لائبریری میں جائیے ؟

یونٹ نمبر ۱۲

تحقیقی عمل کے مراحل (۴)

(حواشي، حوالہ جات ، اقتباسات اور اشاریہ سازی)

یونٹ نمبر ۱۲

تحقیقی عمل کے مراحل (۴)

(حواشی ، حوالہ جات ، اقتباسات اور اشاریہ سازی)

تعارف اور مقاصد

اس یونٹ میں آپ حواشی ، حوالہ جات ، اقتباسات اور اشاریہ سازی سے متعلق معلومات سے استفادہ کریں گے ۔

تحقیقی مقالے میں اقتباسات ، حوالے ، حواشی اور اشاریے کی بہت اہمیت ہے ۔ عام طور پر اقتباسات اس وقت استعمال کیے جاتے ہیں جب کسی مصنف کا اقتباس اس کی عبارتوں اور تصورات کی پیش کش سے ، بہتر طور پر محقق کے مفروضوں اور دلیلوں کو ثابت کر سکتا ہے یا پھر دستاویزی شہادت کے لیے ضروری ہو یا محقق کو کسی کی رائے سے انحراف ہو یا جہاں اعداد و شمار کے بیان میں ٹکراؤ ہو یا کہیں بنیادی اصولوں میں اختلافات ہوں ۔ محقق کو اس سلسلے میں بہت دیانت دار ہونا چاہیے کہ اگر غیر مطبوعہ مسودے کی عبارت نقل کرنی ہو اور عبارت نویس بقید حیات ہو تو اس سے اجازت لینا اخلاقی آداب میں شامل ہے ۔ پھر اقتباسات کی صحت کو مدنظر رکھنا بھی ضروری ہوتا ہے ۔ اقتباس کی عبارت کو اسی زبان میں بیان کیا جاتا ہے ۔ واوین کی مدد سے اقتباس کی عبارت کو نمایاں کیا جاتا ہے ۔ مرکزی خیال کو اپنے الفاظ میں بیان کرنے کی صورت میں استفادے کا اعتراف ضروری ہوتا ہے ۔ کثرت مطالعے کے دوران ضروری عبارتیں مع حوالے کے نوٹ کر لی جاتی ہیں اور مقالہ لکھتے وقت ان کا احتیاط سے استعمال لازم ہوتا ہے ۔ بہت زیادہ اور غیر ضروری اقتباسات ایک اچھے مقالے کی پہچان نہیں ۔ اس سلسلے

میں چند باتیں ذہن میں ہوں کہ اقتباسات کا براہ راست استعمال وہیں زیب دیتا ہے جہاں اسکالر یہ یقین کر لے کہ کسی مخصوص عبارت سے زیادہ اچھی طرح ، وہ خود اس میں بیان کی گئی باتوں کو نہیں لکھ سکتا ، اس میں اختصار کا حسن بھی ہے اور قابل قبول بھی ہے ۔ اگر مقالے میں کسی دستاویزی شہادت کی ضرورت پیش آتی ہے اور حوالے سے پورا مقصد حل نہ ہوتا ہو تو ضروری عبارت کو بڑی احتیاط کے ساتھ شامل کیا جاتا ہے ۔ اگر محقق کسی مصنف کے بعض مفروضات کو غلط سمجھتا ہے یا اس کی تردید کرنا چاہتا ہے تو وہ براہ راست اقتباسات پیش کر سکتا ہے ۔ سائنسی اور سماجی علوم کی ضروریات کے تحت طویل اقتباسات جن میں اصول ، فارمولے اور نتائج اپنی اصلی شکل میں ہوں ، پیش کیے جا سکتے ہیں ۔ لہذا اقتباسات جہاں تک ممکن ہو فہم و فراست کے ساتھ استعمال کیے جائیں ۔

حواشی کی ضرورت اس وقت ہوتی ہے جب محقق مقالہ لکھتے وقت کسی خیال ، عبارت ، کتاب اور مصنف سے استفادہ کرتا ہے نہ صرف اپنی سوچ بلکہ دیگر ماہرین کی رائے سے بھی قاری کو آگاہ کرتا ہے ۔ حواشی تحقیقی مقالے کا لازمی جزو ہے ۔ جنہیں (Foot Notes) فٹ نوٹس مواد کے ذیلی اشارے بھی کہا جاتا ہے ۔ بعض اوقات حواشی میں مشکل متن کی توضیح و تشریح بھی درج کی جاتی ہے ۔ ایسا مواد جو اضافی ہو اور مقالے کی طوالت کو بڑھاتا ہو ،لیکن ان نظریات سے قاری کو واقف کرانا مقصود ہو تو حاشیے میں درج کر دیا جاتا ہے ۔ حواشی کے استعمال میں یہ امر ضروری ذہن نشین ہونا چاہیے کہ اس کی شمولیت مقالے کو وقیع بناتی ہے ، استدلال میں مدد دیتی ہے ۔ تاہم اگر ان کا برمحل استعمال نہ ہو تو اس تکنیکی خامی سے تحقیق کا معیار مشکوک ہو جاتا ہے ۔

حوالوں کی تحقیقی مقالے میں بہت اہمیت ہے ، اس کے بغیر نہ مطالعے کا احساس ہوتا ہے اور نہ دلیلوں کی سند مہیا کی جا سکتی ہے - نتیجہ اخذ کرنے کی راہ میں بھی اس کی ضرورت ہوتی ہے - حوالہ جات کے دو بڑے طریقے عام طور پر رائج ہیں - ایک ہارورڈ سے منسوب ہے اور دوسرا شکاگو یونیورسٹی سے - ہارورڈ میں اپنائے گئے طریقے کے مطابق حوالے کا وقوع دو حصوں میں، دو جگہوں پر ہوتا ہے - ایک حصہ متن میں ہی بریکٹ کے اندر دے دیا جاتا ہے- اس میں مصنف کا خاندانی نام ، یا نام کا آخری حصہ لکھ کر ، تصنیف کا سال اشاعت اور صفحہ نمبر دے دیا جاتا ہے - حوالے کا یہ حصہ مختصر ہوتا ہے اور متن کے اندر ہی بریکٹ میں موجود ہوتا ہے -

حوالے کا دوسرا حصہ عموماً مقالے یا کتاب کے بالکل اختتام پر دیا جاتا ہے - وہاں پر مصنف کا پورا نام درج ہوتا ہے اور حرفِ ابجد کے لحاظ سے مصنفین کے نام لکھے جاتے ہیں - قاری کو مختصر حوالے متن کے اندر بریکٹ میں اور تفصیلی کوائف کتاب کے آخر میں ملیں گے -

حوالہ جات کے دوسرے طریقے میں متن کے نیچے ہر صفحے پر اس صفحے کے متعلق حوالہ جات دیے جاتے ہیں - اس طریقۂ کار کا فائدہ یہ ہے کہ حوالے کے متعلق تقریباً تمام معلومات زیرِ نظر صفحے پر موجود ہوتی ہیں - حوالہ جات کے نمبر شمار ہر صفحہ پر نئے سرے سے شروع کیے جا سکتے ہیں یا پورے باب کے مسلسل ہو سکتے ہیں -

اشاریہ سازی (Indexing) ایک تکنیکی عمل ہے ۔ جس میں کتاب میں موجود تمام اطلاعات قاری کو مکمل طور پر فراہم کی جاتی ہیں ۔ اشاریہ کئی طرح ترتیب دیا جاتا ہے ۔ مصنفوں کے نام، کتابوں کے ذکر سے بھی اس کا آغاز کیا جاتا ہے ۔ حروفِ ابجد کے لحاظ سے نام ترتیب دیے جاتے ہیں ۔ اگر کسی کتاب میں مصنفین کے نام سو ہیں اور ان سو مصنفین کا ذکر دس دس بار ہوا ہے تو قاعدے کے مطابق دس صفحات جن کا نمبر مختلف ہو سکتا ہے (اور کوئی ضروری نہیں کہ یہ ذکر ترتیب کے ساتھ ہو) اشاریے میں لکھنا ضروری ہے۔ مصنفین کے ذکر کے بعد اشاریہ شہروں اور کتابوں کے ذکر سے بھی تیار کیا جا سکتا ہے ۔ اس کی ترتیب میں بہت زیادہ فکر و نظر کی ضرورت ہوتی ہے ۔ تحقیقی مقالہ اگر کتاب کی شکل میں طبع ہو رہا ہو تو ۔۔ اشاریہ سازی کی ضرورت ہوتی ہے ۔

<u>مقاصد</u>

اس یونٹ کے مطالعے کے بعد آپ اس قابل ہو سکیں گے کہ :

۱۔ حواشی کی اہمیت اور اس کے مناسب استعمال سے آگاہی حاصل کر سکیں ۔

۲۔ اقتباسات کا استعمال اور حوالہ جات کی ضرورت اور اہمیت سے روشناس ہو سکیں ۔

۳۔ اشاریہ سازی سے واقفیت حاصل کر سکیں ۔

عنوان برائے مطالعہ	لازمی کتب
۱۔ الف۔ حواشی ب ۔ حوالہ جات ج ۔ اقتباسات د ۔ اشاریہ سازی	۱۔ اردو میں اصول تحقیق ، جلد اوّل ،مرتبہ ڈاکٹر ایم سلطانہ بخش ، مقتدرہ قومی زبان ، اسلام آباد ، ص (۲۵۸ - ۲٦۰) ص (۲۷۰ - ۲۷۵) ۲۔ تحقیق اور اصول وضع اصطلاحات ، مرتبہ اعجاز راہی، مقتدرہ قومی زبان اسلام آباد ، ص (۱۳۲ - ۱۳٦) مقالہ پروفیسر سعیدالدین ڈار ۳۔ مقالہ "اشاریہ سازی " از سید جمیل احمد رضوی " تحقیق " پہلا شمارہ شعبہ اردو سندھ یونیورسٹی جام شورو ص (۳۲ - ۵۲)

اہم نکات

تحقیقی مقالے میں دوسرے مصنفین کی کتابوں اور تحریروں کا اعتراف حواشی میں کیا جاتا ہے ، یہ محقق کی دیانت داری کا تقاضا ہے ۔ حوالے دینے کے دو طریقے ہیں ۔ ان میں سے کسی ایک کا استعمال کیا جا سکتا ہے۔ اقتباس پیش کرنا اگر ناگزیر ہو تو مختصر پیش کیاجاتا ہے اور اقتباس کے ماخذ کا تذکرہ حاشیے میں دیلی

اشارات یا حوالے کی شکل میں کیا جاتا ہے ۔ اشاریے کی ترتیب حروف ابجد کے لحاظ سے کی جاتی ہے ۔

خود آزمائی

۱۔ حواشی اور حوالے میں کیا فرق ہے، واضح کیجیے؟

۲۔ کسی دو کتابوں میں حوالہ جات کے اندراج کے دونوں طریقے دریافت کیجیے ؟

۳۔ اشاریہ سازی کیوں ضروری ہے اور اس کی کیا اہمیت ہے ؟

یونٹ نمبر ۱۵

تحقیقی عمل کے مراحل (۵)
(کتابیات)

یونٹ نمبر ۱۵
تحقیقی عمل کے مراحل (۵)
(کتابیات)

تعارف اور مقاصد

اس یونٹ میں آپ ماخذ کی فہرست سازی سے متعلق معلومات حاصل کریں گے۔

تحقیق کا ایک اہم قدم ماخذ کی فہرست تیار کرنا ہے۔ ابتدا میں تحقیقی مقالے کے خاکے کے ساتھ ماخذ کی عارضی فہرست بنائی جاتی ہے۔ یعنی محقق جس موضوع پر کام کرنا چاہتا ہے اس پر کتابوں، رسالوں، مضمونوں وغیرہ کی شکل میں اب تک جو کچھ لکھا جا چکا ہے اس کی فہرست تیار کرتا ہے۔ وہ پہلے ان کتابوں، مضمونوں وغیرہ کی فہرست بناتا ہے جو اس کے ذہن میں موجود ہیں یا جن کے متعلق اسے معلومات حاصل ہوتی ہیں، اس کے بعد تلاش کا کام شروع ہوتا ہے، یہ دقت طلب اور صبر آزما مرحلہ ہے۔ نوجوان محقق کو مستقل مزاجی سے کام لینا ہوتا ہے۔ اس موقع پر اسے تفصیلی یا تنقیدی طور پر پورے مواد کو پڑھنے کی ضرورت نہیں بلکہ صرف یہ دیکھنا ہے کہ اس موضوع سے متعلق کام کی چیزیں کون سی ہیں۔ ساتھ ہی اسے موضوع کی اہمیت، وسعت، مواد کی قلت اور غلطیوں کا پتہ چل جاتا ہے۔ مفید اور غیر مفید مواد میں تمیز ہو جاتی ہے۔ بعض اوقات کتاب کی فہرست مندرجات یا اشاریے سے بھی یہ کام لیا جا سکتا ہے۔

فہرست ماخذ اگر ۵ × ۳ کے پتلے کارڈ یا سلپ پر تیار کی جائے تو بہتر ہے۔ اس کارڈ یا سلپ پر صرف ایک کتاب کا نام ہونا چاہیے۔ اس میں پانچ باتیں لازمی طور پر درج کی جاتی ہیں۔ مصنف یا مرتب

کا نام، کتاب کا نام (اگر ایک سے زیادہ جلدوں میں ہے تو) جلد نمبر ، مقام اشاعت ، ناشر اور سال اشاعت (اگر ایک سے زیادہ ایڈیشن ہوں تو ایڈیشن کا نمبر) مثلا

خالد علوی ـــــ حفاظت حدیث لاہور ، المکتبۂ العلمیہ ، ۱۹۷۱ء ۱/ ۱۲۴ء ۲۹۷ خ ا ح

اگر محقق چاہے تو اپنی سہولت کے لیے کارڈ پر اور باتیں بھی لکھ سکتا ہے ۔ مثلاً باب ، صفحہ یا صفحات کا نمبر درج کر لیناً مناسب ہوتا ہے ۔ اسی طرح لائبریری کا (Call Number) کال نمبر بھی نوٹ کر لینا مفید ہوتا ہے ۔ ایسی صورت میں دوبارہ لائبریری کا کارڈ دیکھنے کی ضرورت نہیں پڑتی ۔

رسالے کے مضامین کی فہرست بنانے میں مندرجہ ذیل باتیں نوٹ کی جاتی ہیں:۔

مضمون نگار کا نام، مضمون کا عنوان (واوین میں) رسالے کا نام ، جلد اور شمارہ (سال)اور صفحات ۔

ابوالعلا عفیفی "متصوفانہ فلسفہ ابن العربی" مترجم ابوالقاسم محمد انصاری اردو (سہ ماہی) جلد نمبر ۵۹، شمارہ ۳ (۱۹۸۳) صفحات ۳۲ ـ ۳۸

فہرست ماخذ ایک ہی بار میں مرتب نہیں ہو سکتی ۔ اس میں وقتاً فوقتاً اضافہ ہوتا رہتا ہے ۔ بہت سی کتابوں کے نام خارج بھی ہو جاتے ہیں ۔ یہاں تک کہ مقالہ تیار ہونے تک صرف اُن کتابوں اور رسالوں وغیرہ کے نام فہرست میں درج کیے جاتے ہیں جن سے مقالے میں استفادہ کیا جاتا ہے اور حوالہ دیا جاتا ہے ۔

معاون مواد کی فہرست عام طور پر تین حصوں میں منقسم ہوتی ہے ۔ کتابیں ، رسائل اور قلمی نسخے ۔ ان حصوں کو زبان کے اعتبار سے ذیلی حصوں میں تقسیم کر دیا جاتا ہے ۔ بعض امدادی کتابوں کی فہرست مقالے کے شروع میں دے دی جاتی ہے ۔ لیکن عام اصول یہی ہے کہ معاون کتابوں کی فہرست مقالے کے آخر میں ہی دی جائے ۔ فہرست کتب کو حروف تہجی کی ترتیب سے لکھا جاتا ہے ۔ اس فہرست سے قاری کو کتاب کے ماخذ معلوم ہونے کے علاوہ مواد کے استناد ، اہمیت و افادیت وغیرہ کا اندازہ ایک جھلک میں ہو جاتا ہے ۔ فہرست ماخذ منتخب ہوتی ہے ۔

مقاصد

اس یونٹ کے مطالعے کے بعد آپ اس قابل ہو سکیں گے کہ :

۱۔ ماخذ کی ابتدائی فہرست سازی کے متعلق معلومات سے آگاہ ہو سکیں ۔

۲۔ فہرست سازی کی اہمیت سے روشناس ہو سکیں ۔

۳۔ عملی تحقیق میں ان کا استعمال کر سکیں ۔

عنوان برائے مطالعہ	لازمی کتب
۱۔ فہرست سازی الف ۔ مطبوعہ کتب ب ۔ رسائل و جرائد ج ۔ مخطوطات	۱۔ اردو میں اصول تحقیق جلد اول ، مرتبہ ڈاکٹر ایم سلطانہ بخش ، مقتدرہ قومی زبان، اسلام آباد ، ص (۲۵۷-۲۶۰) (۲۷۷-۲۸۲)

امدادی کتب

1. Research in Education by John W. Best Preutice Hall of India-Delhi 1968 (pages 259-268)

اہم نکات

تحقیقی مقالے کے خاکے کے ساتھ ماخذ کی عارضی فہرست ترتیب دی جاتی ہے ۔ مقالے کے تیار ہو جانے کے بعد معاون مواد کی فہرست عام طور پر تین حصوں میں منقسم ہوتی ہے ۔ کتابیں ، رسائل اور قلمی نسخے۔ معاون کتابوں کی فہرست مقالے کے آخر میں دی جاتی ہے۔ حروف تہجی کی ترتیب سے فہرست تیار ہوتی ہے ۔

خود آزمائی

۱۔ دس مطبوعہ کتب کی فہرست تیار کیجیے ؟

۲۔ دس مقالوں کی جو مختلف رسائل میں ہوں ، فہرست تیار کیجیے ؟

یونٹ نمبر ١٦

مقالہ کی تیاری (١)

(پڑھنے کی اہمیت اور نوٹس لینا)

یونٹ نمبر ۱۶
مقالہ کی تیاری (۱)
(پڑھنے کی اہمیت اور نوٹس لینا)

تعارف اور مقاصد

اس یونٹ میں مقالے کی تیاری کے ابتدائی مرحلے یعنی پڑھنے کی اہمیت اور نوٹس لینے کے بارے میں آپ معلومات حاصل کریں گے -

ماخذ کی عارضی فہرست تیار کر لینے کے بعد محقق مقالے کی تیاری شروع کر دیتا ہے - یعنی اب وہ موضوع سے متعلق کتابیں پڑھنا شروع کرتا ہے - محقق کو اپنے موضوع سے متعلق ہر ممکن الحصول تحریر پڑھنے کی ضرورت ہے ، کیوں کہ اس کے بغیر وہ اپنے مقالے میں جدت پیدا نہیں کر سکتا۔ پڑھنے کی بھی خاصی اہمیت ہے کیوں کہ پڑھتے وقت غور و فکر کرنا ہوتا ہے - ایک امریکن مصنف کی رائے میں پڑھنے کا فن ان تمام خصوصیات کا حامل ہوتا ہے جو انکشاف کے لیے ضروری ہیں یعنی مشاہدے کی تیزی ، قوت حافظہ ، تخیل اور ایسا دماغ جو تجزیہ اور غور و فکر کا عادی ہو -

جدید مطبوعات سے مواد تلاش کرنا آسان ہے- عموماً کتاب کے آخر میں اشاریہ ہوتا ہے، اس کی مدد سے محقق بڑی آسانی سے مطلب کی چیزیں ڈھونڈ سکتا ہے - اگر کتاب کے آخر میں اشاریہ نہ ہو تو ایسی صورت میں فہرست مضامین کو دیکھ کر پورا باب پڑھنا چاہیے - ہر کتاب کو شروع سے آخر تک پڑھنے کی ضرورت نہیں -

ایم فل یا پی ایچ ڈی کے طالب علم کو ایک محدود وقت میں مقالہ تیار کرنا ہوتا ہے - اس لیے پڑھنے کی رفتار کا تیز ہونا ضروری ہے - مواد کی فراہمی کے

لیے جو مطالعہ کیا جائیے ، اس کے لیے چند باتیں ذہن میں رکھی جاتی ہیں ۔ محقق کو ہمیشہ یہ جاننا چاہیے کہ اسے کس قسم کی تحریروں کو توجہ سے پڑھنے کی ضرورت ہے ۔ ہر تحریر کو جو اسے دستیاب ہوتی ہے ، یکساں توجہ یا رفتار سے نہیں پڑھ سکتا ، وقت اس کی اجازت نہیں دیتا اور نہ اس کی ضرورت ہے ۔ بعض اوقات محض عنوان یا ابواب کی سرخیوں اور دیباچے پر نگاہ ڈال لینا ہی کافی ہوتا ہے ۔ بعض کتابوں کا اشارہ دیکھ لینے سے بھی مقصد پورا ہو سکتا ہے ۔ بعض ابواب کو تیزی سے سرسری طور پر پڑھا جاتا ہے ، بعض کتابوں کو آہستہ اور توجہ سے پڑھنے اور پڑھنے کے ساتھ نوٹ بھی کیا جاتا ہے ۔ بعض کتابوں اور مضمونوں کو دوبارہ پڑھنے کے لیے الگ رکھ دیا جاتا ہے ۔ لیکن مخطوطات کو شروع سے آخر تک پڑھا جاتا ہے کیوں کہ وہاں اشاریہ اور فہرست مضامین نہیں ہوتے ۔ تذکروں کو بھی شروع سے آخر تک پڑھا جاتا ہے ، کیوں کہ بعض اوقات ایک شاعر کے متعلق کسی دوسرے شاعر کے سلسلۂ حالات میں بھی کچھ کام کی باتیں مل جاتی ہیں ۔

مقالے مختلف نوعیتوں کے ہوتے ہیں اس لیے ان کی تیاری کے طریقے بھی مختلف ہوتے ہیں ۔ ان سب میں ایک بات مشترک ہے کہ مقالے کو مختلف حصوں میں تقسیم کیا جاتا ہے ۔ عنوانات بنائے جاتے ہیں ، اس سے یہ فائدہ ہوتا ہے کہ مواد کی جمع آوری سہل ہو جاتی ہے اور اس سے کہیں زیادہ سہولت مواد کو ترتیب دینے میں ہوتی ہے ۔ اس تقسیم کے بعد ہر حصے کا خاکہ تیار کیا جاتا ہے ۔ خاکے میں عنوانات اور ذیلی عنوانات قائم کیے جاتے ہیں ۔ انہی عنوانات کے مطابق محقق نوٹ لینا شروع کرتا ہے ۔ اچھے مقالے کی تیاری کے لیے محتاط ، صحیح اور مکمل نوٹ ضروری ہیں ۔ مناسب نوٹ کے بغیر مقالے

میں منطقی ترتیب محکم استدلال اور سلیس و خوشگوار تحریر ممکن نہیں ہوتی ۔ اس نقطہ نظر سے نوٹ لینے میں مہارت حاصل کرنا تحقیق کا ابتدائی اہم قدم ہے ۔ نوٹ لینے کے سلسلے میں دو باتوں کا خیال رکھا جاتا ہے ، ایک تو یہ کہ بیکار قسم کے نوٹ نہ لیے جائیں اور دوسری یہ کہ کوئی ضروری بات چھوٹنے نہ پائے ۔

نوٹ لینے کا عموماً یہ طریقہ رہا ہے کہ محقق ایک بیاض میں مسلسل نوٹ لیتا جاتا ہے ۔ اس صورت میں ایک ہی عنوان کے تحت مختلف جگہوں پر نوٹ ہوتے ہیں اور مقالہ لکھتے وقت خاصی الجھن ہوتی ہے ۔ اگر پہلے کارڈوں پر نوٹ لیے جائیں تو بہتر ہے ۔ ہر نوٹ الگ الگ تراشے یا کارڈ پر ہو ، اس سے یہ فائدہ ہوتا ہے کہ نوٹوں کو حسبِ ضرورت دوبارہ ترتیب دیا جا سکتا ہے ۔ ایک تراشے یا کارڈ پر صرف ایک پہلو سے متعلق نوٹ لیا جاتا ہے ۔ ہر تراشے کے دائیں سرے پر سرخی یا ذیلی سرخی ضرور لکھ لی جاتی ہے ۔ یہ تراشے یا کارڈ عموماً ٦" × ٤" کے ہوتے ہیں ۔ ٨" × ٥" کے کاغذ بھی استعمال کیے جا سکتے ہیں ۔ ہر نوٹ کے آخر میں مصنف کا نام ، کتاب کا نام ، باب ، صفحہ یا صفحات ضرور لکھ لیا جاتا ہے تاکہ اگر اسے دوبارہ پڑھنے کی ضرورت پیش آئے تو وہ آسانی سے مل جائے مثلاً

تحریک تدوین حدیث

حضرت عمر بن عبدالعزیز نے ابوبکر بن محمد بن عمر بن حزم کو لکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جو حدیث اور سنت آپ کو ملے، اس کو لکھ لیجیے۔ میں ڈرتا ہوں کہ کہیں علم مٹ نہ جائے اور علماء فنا نہ ہو جائیں، اور آپس میں مجالست کرو تاکہ جو شخص نہیں جانتا وہ بھی جان جائے۔"

مولانا سعید احمد اکبر آبادی۔ فہم القرآن
ادارہ اسلامیات، ۱۹۸۲ء، لاہور (ص ۱۰۲)

۱۲۲۶ء ۲۹۷
س ع ف (علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی لائبریری

نوٹ مختلف طریقوں سے لیے جا سکتے ہیں۔ مثلاً مصنف کی اصل عبارت (اقتباس) یا مصنف کی عبارت کا اختصار یا مصنف کی عبارت کا مفہوم اپنے الفاظ میں لکھنا۔ مصنف کی عبارت یا عبارت کے مفہوم کے ساتھ ساتھ اگر ضرورت ہو تو محقق اپنی رائے بھی مختصراً لکھتا جاتا ہے۔

اقتباسات کا بہت زیادہ استعمال نامناسب ہے۔ صرف اپنی بات کو مستند اور زیادہ وزن دار بنانے کے لیے بھی اقتباس کا استعمال کیا جا سکتا ہے۔ محقق جس طرح نوٹ لینے میں اس بات کا خیال رکھے کہ وہ صفائی کے ساتھ لکھے جائیں۔ ایسی صورت میں مقالہ لکھتے وقت سہولت ہوتی ہے۔

موجودہ دور میں نقشوں اور چارٹوں وغیرہ کی اہمیت بہت بڑھ گئی ہے ۔ اس لیے اس کا اہتمام جہاں تک ممکن ہو ضرور کیا جاتا ہے ۔ نقشے چارٹ وغیرہ مصور و مشرح مثالیں ہیں ۔ اس لیے بات واضح تر ہو جاتی ہے اور آسانی سے سمجھ میں آ جاتی ہے ۔ ان کے ذریعے محقق اپنے دعوے کو زیادہ مضبوط اور وزنی بھی بنا سکتا ہے ۔ ان مثالوں کا استعمال مضمون یا موضوع کے لحاظ سے ہوتا ہے ۔ مثلاً تاریخی مقالے میں جنگ یا جنگوں کے نقشے دیے جا سکتے ہیں ۔ تعلیمی مقالے میں چارٹ ، گراف وغیرہ سے تعلیم کی تدریجی رفتار بتانے یا دوسرے مسائل سمجھانے میں مفید ہوتے ہیں ۔ ادبی مقالے میں متعلقہ مخطوطے کا عکس ، پرانی عمارت کا فوٹو وغیرہ اس کی اہمیت میں اضافے کا باعث ہوں گے ۔ چارٹ ، گراف وغیرہ محقق خود نہ بنائے بلکہ کسی اچھے ڈیزائنر سے بنوائے ۔ پرانی تصویروں کے حصول کے لیے اسے پرانے معیاری رسالوں کو دیکھنا ہوتا ہے ۔ لیکن پرانی عمارتوں یا دوسرے آثار کے نئے فوٹو لینا بہتر ہوتا ہے ۔ مختصر یہ کہ اس سلسلے میں بھی محقق کو محنت اور جانفشانی سے کام لینا ہوتا ہے اور ساتھ ہی اچھے ذوق کا ثبوت دینا ہوتا ہے ۔

مقاصد

اس یونٹ کے مطالعے کے بعد آپ اس قابل ہو سکیں گے کہ :

۱۔ اپنے تحقیقی مقالے کے لیے نوٹس لینے کے طریقے سے آگاہ ہو سکیں ۔

۲۔ مقالے کے موضوع کے مطابق چارٹس ، نقشے وغیرہ کی ضرورت سے آگاہ ہو سکیں ۔

۳۔ ان امور کی مدد سے اپنی عملی تحقیق میں استفادہ

لازمی مقالے	عنوان برائے مطالعہ
1. The Research Paper Farm and Content by Audry J. Roth Wordsworth Publishing Co. California - 1966 (pages 53-64) 2. Research in Education by John W. Best (pages 79-83)	مقالہ کی تیاری (۱) الف ۔ پڑھنے کی اہمیت ب ۔ نوٹس لینے کا طریقہ ج ۔ چارٹس اور نقشے

اہم نکات

مقالے کی تیاری میں سب سے پہلے اپنے موضوع کے متعلق کتابوں کا مطالعہ ہے ۔ پڑھنے کا فن مشاہدے کی تیزی ، قوتِ حافظہ ، تخیل اور دماغ کو تجزیہ اور غور و فکر کا عادی بناتا ہے ۔ محقق کے پڑھنے کی رفتار تیز ہو ۔ مقالے کے موضوع اور ذیلی موضوعات کے اعتبار سے نوٹ لیے جاتے ہیں ۔ اس میں دو باتوں کا خیال رکھا جاتا ہے ۔ ایک تو بیکار قسم کے نوٹ نہ لیے جائیں دوسرا یہ کہ کوئی ضروری بات نہ چھوٹنے پائے ۔ نقشے ، چارٹ ، گراف اور مخطوطے کے عکس اور تصاویر کے ذریعے آپ اپنے دعوے کو مستند اور مضبوط بنا سکتے ہیں ۔

خود آزمائی

۱۔ موضوع سے متعلق مواد پڑھنے میں کن امور کو مدنظر رکھنا ہوتا ہے ؟

۲۔ نوٹ لینے کے سلسلے میں کن امور پر توجہ دی جانی چاہیے ؟

۳۔ مقالے میں اپنے دعوے کی سند میں حوالہ جات کے علاوہ اور کونسی توضیحات پیش کی جا سکتی ہیں ؟

یونٹ نمبر ۱۷

مقالہ کی تیاری (۲)
(مقالے کی ترتیب و تسوید)

یونٹ نمبر ۱۷

مقالہ کی تیاری (۲)

(مقالے کی ترتیب و تسوید)

تعارف اور مقاصد

اس یونٹ میں آپ مقالے کی ترتیب و تسوید اور مواد کی پرکھ سے متعلق معلومات کا مطالعہ کریں گے ۔

تحقیقی عمل کے دوران موضوع کے انتخاب سے لے کر نتائج اخذ کرنے اور اصولوں کی توضیح تک سارے مراحل کا عکس موجود رہتا ہے ۔ یہ سارے مراحل تحقیق کی مدت تک مشینی انداز میں خود بخود ہوتے رہتے ہیں ۔ مواد کی فراہمی کے بعد محقق کے دو اہم کام ہوتے ہیں ۔ مواد کی ترتیب ، ان کی توضیح و تشریح اور تجزیہ ۔ اس کے لیے پہلے تمام مواد کو ان کے عنوانات کے تحت از سر نو ترتیب دیا جائے ۔ اس طرح کہ موضوع سے متعلق کام کی باتیں الگ ہو جاتی ہیں ۔ انٹرویو ، سوالناموں ، مشاہدات اور رویّوں کے مطالعے میں ایسے عناصر بھی شامل ہو سکتے ہیں جن کی ضرورت متعلقہ موضوع کے لیے نہ ہو ۔ اس لیے ضروری حصوں کو الگ کر لیا جاتا ہے ۔ تاکہ تجزیے میں آسانی ہو ۔ تجزیے کا مفہوم یہ ہوتا ہے کہ مفروضوں کی روشنی میں یا تحقیق سے متعلق پیدا ہونے والے سوالات کے پیش نظر مواد کو پرکھا جاتا ہے اور دلائل کی روشنی میں ان سے نتائج اخذ کیے جاتے ہیں ۔ تجزیہ بغیر تفسیر و توضیح کے ممکن نہیں ۔ تجزیہ اس وقت شروع کرنا چاہیے جب ضروری مواد فراہم کر لیا گیا ہو ۔

جس طرح نوٹس لیتے وقت باقاعدگی اور احتیاط کا خیال رکھا جاتا ہے اسی طرح انہیں ترتیب دیتے وقت بھی باقاعدگی اور احتیاط ضروری ہے اور مقالے کی تسوید میں بھی اس کا اہتمام کیا جانا چاہیے ۔ واضح فکر ،

مواد کی منطقی ترتیب ، صحیح ترجمانی اور موثر طرز تحریر میں ایک قطعی رشتہ ہے ۔ جس سے مقالے کی تحریر میں عالمانہ شان اور محققانہ وقار پیدا ہوتا ہے ۔ مقالے کی معلومات کے ذریعے محقق اپنے مطالعے کے نتائج، عملی تحقیق اور جمع شدہ دلائل دوسرے علماء تک پہنچانا چاہتا ہے ۔ اس کے لیے ضروری ہے کہ محقق کا طرز تحریر واضح ہو کہ اس نے اپنا تحقیقی عمل کس مقصد سے کیا ہے؟ اس سے کیا کیا نتائج اخذ کیے ہیں ؟

تحریری کام کے آغاز کے چند اصول ہیں ۔ مقالے کی تحریر کا آغاز براہ راست اپنے موضوع سے کیا جاتا ہے۔ طویل تمہید اور تبصروں سے پرہیز لازم ہے ۔ حقائق سے اخذ کردہ نتائج اور تاثرات کو پورے خلوص اور اختصار کے ساتھ پیش کر دیا جاتا ہے ۔ جمع شدہ مواد کی تدوین اور تنظیم اس طرح ہو کہ دلائل کی روشنی میں نتیجہ اخذ کیا جا سکے ۔ اس کے علاوہ مقالے کا ہر حصہ باہم مربوط ہوتا ہے ۔

انداز تحریر ہر ایک شخص اور موضوع کے اعتبار سے منفرد ہوتی ہے ۔ تاہم مقالے کی تحریر میں دو خصوصیات ضروری ہیں ۔ ایک سنجیدگی اور دوسرا تاثر ۔ اچھے اور موثر اسلوب بیان کے لیے محنت کی ضرورت ہے ۔ الفاظ کو نہایت احتیاط سے استعمال کیا جاتا ہے ۔ لفظوں میں توانائی ہوتی ہے ، اس کا استعمال عبارت میں حسن پیدا کرتا ہے ۔ ضمائر متکلم کا استعمال نہیں کیا جاتا ۔ گنتی کے اعداد اگر سو تک ہوں تو ان کو حروف میں لکھا جاتا ہے ۔ سو سے زائد گنتی کو اعداد میں لکھا جا سکتا ہے ۔ اس کے علاوہ اگر جملے کی ابتدا گنتی سے ہو تو اس کو حروف میں ہی لکھا جاتا ہے ۔ مقالے کے شروع میں جن اصطلاحی الفاظ کا استعمال ہوا ہے، اس مفہوم میں انھی

الفاظ کا استعمال پورے مقالے میں کیا جاتا ہے ۔ رائے قائم کرنے اور اس کے اظہار کے لیے صفات کے استعمال میں بہت احتیاط برتنے کی ضرورت ہے ۔ مثلاً "بے انتہا دلچسپ"، "نہایت ہی عمدہ"، "بالکل بے کار" وغیرہ قسم کی رائے سے پرہیز کیا جاتا ہے ۔

مقالے کو ابواب میں تقسیم کیا جاتا ہے ۔ ذیلی عنوانات کو مختصر رکھا جا سکتا ہے ۔ عبارت میں پیراگراف ضرور بنائے جاتے ہیں ۔ ایک پیراگراف میں اگر ایک ہی بات کی وضاحت ہو تو بہتر ہے ۔ اقتباسات کی عبارت کو احتیاط سے نقل کیا جاتا ہے اور اسے واوین (" ") میں رکھا جاتا ہے ۔ اقتباس میں اگر ترجمہ دیا جائے یا حاشیے میں اصل عبارت کا حوالہ دیا جائے تو بہتر ہے ۔ ترجمہ کی عبارت کو بغیر واوین کے استعمال کیا جاتا ہے ۔ اقتباس کی عبارت میں کسی اضافہ کی ضرورت محسوس ہو تو اسے بریکٹ ( ) میں لکھا جا سکتا ہے یا اگر مصنف یا کاتب سے کوئی لفظ چھوٹ گیا ہو تو اسے بھی بریکٹ ( ) میں دیا جا سکتا ہے ۔ اگر عبارت میں کسی لفظ یا جملے کی تفہیم نہ ہو سکے یا غلط ہو تو اس کی تصحیح نہ کی جائے بلکہ اس لفظ یا فقرے کے آگے بریکٹ میں (کذا) لکھ دیا جا سکتا ہے ۔

ان تمام امور کے پیش نظر مقالے کی ترتیب و تحریر کا کام انجام دیا جا سکتا ہے ۔

مقاصد

اس یونٹ کے مطالعے کے بعد آپ اس قابل ہو سکیں گے کہ :

۱۔ مقالے کے مواد کی ترتیت کے سلسلے مین احتیاطی تدابیر سے آگاہ ہو سکیں ۔

۲- مقالہ تحریر کرنے کے لیے ضروری ہدایات سے روشناس ہو سکیں -

۳- عملی طور پر ان امور کا اطلاق کر سکیں -

عنوان برائے مطالعہ	لازمی کتب
مقالے کی تیاری (۲) الف- مواد کی ترتیب ب - مقالے کی تحریر کے اصول	۱- اردو میں اصول تحقیق ، جلد اوّل ،مرتبہ ڈاکٹر ایم سلطانہ بخش، مقتدرہ قومی زبان، اسلام آباد ص (۲۳۷-۲۲۳) (۲۶۰-۲۶۲) ص (۲۶۳-۲۸۲) ۲- "تحقیق" پہلا شمارہ مجلہ شعبہ اردو سندھ یونیورسٹی جام شورو ، ۱۹۸۷ء ص (۲۰۲-۲۸۱)

اہم نکات

تحقیقی موضوع پر مواد کے حصول کے بعد اس کی ترتیب میں بہت احتیاط لازم ہے - غیر ضروری مواد کو الگ کر لیا جاتا ہے تاکہ موضوع سے متعلق مواد کی ترتیب سے تجزیہ اور دلائل کی روشنی میں نتائج اخذ کیے جا سکیں - مواد کی ترتیب کے بعد مقالے کی تحریر کا کام شروع ہو جاتا ہے - اچھے مقالے کی خصوصیات میں سنجیدہ اور موثر اسلوب بیان لفظوں کا صحیح استعمال، اقتباسات کا برمحل اور مناسب استعمال ، موضوع یا مسئلے کا حل یا اخذ کردہ نتیجے کو خلوص و اختصار سے پیش کیا جانا وغیرہ شامل ہیں -

خود آزمائی

۱- تحقیقی موضوع سے متعلق مواد کی ترتیب میں کن امور کا خیال کیا جانا ضروری ہے تاکہ استدلال سے نتائج سامنے آ سکیں ؟

۲- ایک اچھے تحقیقی مقالے میں کن خصوصیات کا ہونا ضروری ہے ؟

۳- کسی ایسے مقالے کی نشان دہی کیجیے جو ان خصوصیات کا حامل ہو؟

یونٹ نمبر ۱۸

مقالے کی تیاری (۳)
(اجزائے مقالہ اور ان کی تشکیل)

یونٹ نمبر ۱۸

مقالے کی تیاری (۳)

(اجزائے مقالہ اور ان کی تشکیل)

تعارف اور مقاصد

اس یونٹ میں آپ اجزائے مقالہ اور ان کی تشکیل کے بارے میں تفصیلی مطالعہ کریں گے -

مقالے کے اجزاء کا تعین موضوع کے اعتبار سے کیا جاتا ہے - اس کی ایک عام صورت یہ ہے کہ مقالے کی بنیاد تین اجزاء پر مشتمل ہے - ابتدائی حصہ ،تحقیقی مقالہ اور آخری حصہ یا حوالہ جاتی مواد - اس کی ترتیب اس طرح ہوتی ہے :

(۱) ابتدائی حصہ

(الف) سرورق اور عنوان

سرورق پر موضوع تحقیق ، مقالہ نگار کا نام، رہنما کا نام ، ڈگری یا سند جس کے لیے پیش کیا گیا ہے، سنہ اور تاریخ پیش کش وغیرہ کا اندراج ہوتا ہے - سرورق کے بعد ایک خالی ورق ہوتا ہے -

(ب) دیباچہ

جس میں اظہار تشکر ہوتا ہے (اکثر یہ تمہید یا مقدمے کے آخر میں بھی دیا جاتا ہے)-

(ج) فہرست مشمولات

(جدول اور اشکال و تصاویر اگر ہوں تو ان کی علیحدہ فہرست)

۲) **تحقیقی مقالے کا متن**

الف۔ تمہید یا مقدمہ : مقالے کے اہم حصے سے پہلے تمہید کا مقام آتا ہے۔ اس میں محقق ان تحریکات کا ذکر خاص طور پر کرتا ہے جن کے تحت اس نے اس خاص موضوع پر تحقیق کی ہے۔ اس کے ساتھ ہی وہ مقالے کے ابواب کی تقسیم اور اس کی وجوہات بیان کرتا ہے۔ اس کے بعد اظہار تشکر (اگر پہلے نہ کیا گیا ہو تو) ۔ تمہید ہی میں اپنی غلطیوں ، خامیوں یا فروگزاشتوں کے لیے معذرت طلب کی جاتی ہے۔

ب۔ مقالے کا خصوصی حصہ : اس حصے میں محقق اپنی تحقیق سے قاری کو متعارف کراتا ہے۔ اس میں اس کی تمام محنت اور کاوشوں کا نچوڑ ہوتا ہے۔ اس لیے ضروری ہے کہ مقالہ ٹائپ کیا جائے یا کتابت کی منزلوں سے گزرے۔ اس کی نظرثانی ضروری ہے۔ نظرثانی کے بعد اس کی تدوین کی جاتی ہے۔ اچھے مقالے کی پہچان یہ بتائی جاتی ہے کہ اس کا کوئی حصہ غیر ضروری نہ ہو۔ کوئی اقتباس بھرتی کے لیے نہ رکھا گیا ہو۔ اس میں اہم ترین فٹ نوٹس ہوں ، اس کی کتابیات اعلیٰ اور جدید کتابوں سے بھری ہو ۔ یہ اغلاط کامجموعہ نہ ہو ، زبان و بیان کی خامی سے مبرا ہو ۔ واقعات تخیل کی بلند پروازی کا ثبوت نہ ہوں ۔ ذہنی اختراعات سے گریز کیا گیا ہو۔ سند اور دلائل معتبر ہوں ۔ جس لفظ پر بھی شبہ ہو اس کی لغت سے تصدیق کر لی گئی ہو

مقالے کی مناسب جانچ ہی اسے بہتر اور معیاری بنا سکے گی ۔ مقالے کو جانچنے کے لیے یہ چیک لسٹ کام آ سکتی ہے :-

۱۔ مطالعہ کا مقصد
۲۔ تحقیق کا کارنامہ یا موجودہ ادبی سرمائے میں اضافہ
۳۔ مطالعہ کا پس منظر
۴۔ سابقہ تحقیق اور سرمایہ کا مطالعہ
۵۔ زیر مطالعہ مفروضات کا بیان ، اہم اصطلاحوں کی تشریح
۶۔ اطلاعات کی فراہمی کے ذرائع کی تلاش
۷۔ ذرائع کے انتخاب کا مسئلہ اور طریقہ
۸۔ مواد حاصل کرنے کے ذرائع کی نوعیت کی خوبی
۹۔ دستاویزات (Documentation)
۱۰۔ معتبر شہادتوں کی صداقت اور تصدیق
۱۱۔ حقائق کا تجزیہ
۱۲۔ مواد کا تنقیدی جائزہ
۱۳۔ بحث و مباحثے کی دلیلیں
۱۴۔ نتائج سے متعلق بیانات
۱۵۔ اختتامیہ کی شہادت اور ثبوت
۱۶۔ رپورٹ کی منطقی ترتیب
۱۷۔ تحریر کی خوبیاں

مقالے کو جانچنے اور نظرثانی کرنے کے لیے یہ اہم نکات ہیں ، ان میں اضافہ بھی ہو سکتا ہے ، بہت سی باتوں کو نظرانداز کیا جا سکتا ہے ۔ ان نکات کی نشان دہی کا مقصد یہ ہے کہ محقق کم از کم ان باتوں کا خیال رکھے ۔ یوں تو مقالے کے رہنما کی ضرورت ہر قدم پر محسوس ہوتی ہے لیکن مقالے کی تیاری کے اس

مرحلے میں نگران کی مدد کے بغیر نہ کام بخیر و خوبی مکمل نہیں ہو سکتا۔ اس لیے مقالے کی تیاری میں تحریر و تدوین میں رہنما کی ہدایات حاصل کی جانی چاہییں — تاکہ محقق متعلقہ موضوع پر ان تمام معلوم حقائق کے تجزیے اور استدلال سے نتائج اخذ کر کے اپنا تحقیقی نقطۂ نظر پیش کر سکے —

(۳) کتابیات یا فہرست ماخذ

یہ مقالے کی پیش کش کا آخری اور اہم حصہ ہے — یہ حوالہ جاتی مواد پر مشتمل ہوتا ہے — اس حصے میں قلمی نسخوں، مطبوعہ کتب، رسائل و جرائد اور تعلیقات و ضمیموں کی فہرستیں شامل ہوتی ہیں — اگر مقالہ کتاب کی شکل میں چھپ رہا ہو تو حوالہ جاتی مواد کے آخر میں اشاریے کا اضافہ بھی ضروری ہے —

مقاصد

اس یونٹ کے مطالعے کے بعد آپ اس قابل ہو سکیں گے کہ :

۱— مقالے کی پیش کش کے تمام اجزاء کا جائزہ لے سکیں —

۲— مقالے کی تحریر و تدوین میں ضروری احتیاط برت سکیں —

۳— ان امور کی روشنی میں اپنا تحقیقی مقالہ مرتب کر سکیں —

عنوان برائے مطالعہ	لازمی کتب
مقالے کے اجزاء اور ان کی تشکیل (الف) ابتدائی حصہ (ب) تحقیقی مقالہ / متن (ج) آخری حصہ (حوالہ جاتی مواد)	۱۔ اردو میں اصول تحقیق جلد اول ، مرتبہ ڈاکٹر ایم سلطانہ بخش مقتدرہ قومی زبان، اسلام آباد ص(۲۲۳-۲۶۲) ص (۲۷۰-۲۸۲) ۲۔ "تحقیق" مجلہ شمارہ اول ، شعبۂ اردو، سندھ یونیورسٹی، جام شورو ص (۵۵-۴۲) مقالہ ڈاکٹر نجم الاسلام ۳۔ لائبریری سائنس اور اصول تحقیق از سید جمیل احمد رضوی، مقتدرہ قومی زبان اسلام آباد، ص (۲۲۷-۲۵۵)

امدادی کتب

1. The Research Papers Farm and Content by Andry J. Roth (pages 96-1?6)
2. Research in Education by John W. Best (pages 249-282)

اہم نکات

تحقیقی مقالے کی پیش کش تین اہم اجزاء پر مشتمل ہے۔ ابتدائی حصہ ، متن اور حوالہ جاتی مواد۔ ابتدائی حصے میں سرورق ، دیباچہ اور فہرست مشمولات شامل ہوتی ہیں۔ متن میں تمہید یا مقدمہ اور تحقیقی مقالے کا بنیادی حصہ جو واضح تقسیم کی صورت میں پیش کیا جاتا ہے۔ آخری حصہ حوالہ جاتی مواد پر مشتمل ہوتا ہے جس میں قلمی نسخوں ، مطبوعہ کتب ، رسائل جرائد کی فہرستیں ، ضمیمہ جات اور تعلیقات شامل ہیں۔ اگر کتاب کی صورت میں مقالہ شائع کیا جا رہا ہو تو اشاریے کا اضافہ ضروری ہے۔

خود آزمائی

۱۔ تحقیقی مقالے کے ابتدائی حصے میں کن ذیلی اجزاء کو شامل کرنے کا التزام ہے ؟

۲۔ تحقیقی مقالے کے دوسرے اجزاء میں کن امور کا خیال رکھنا ہو گا؟

۳۔ آخری حصے میں جو فہرستیں تیار کی جائیں ان میں کن کن باتوں پر توجہ دینا ضروری ہو گا؟

۴۔ کسی دو تحقیقی مقالوں کا جائزہ لیجیے اور نشان دہی کیجیے کہ ان میں تحقیقی مقالے کے اجزاء کی ترتیب اور تشکیل کس انداز میں کی گئی ؟